عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۹ | ۱۲ تا ۱۸ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷ ستمبر ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۳۳

امیر شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاری
تحریک آزادی کے مجاہد

7 ستمبر اور اس کے تقاضے

7 ستمبر
یوم تحفظ ختم نبوت

تحریک ختم نبوت
تاریخ کے آئینہ میں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

دوران نماز چھینک آنا

س:......نماز کے دوران چھینک آنے پر بے اختیار الحمدللہ! کہے تو کیا نماز ٹوٹ جاتی ہے؟ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:...... نماز میں چھینک آنے پر بے اختیار الحمدللہ! منہ سے نکل جائے تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی، لیکن بہتر یہ ہے کہ نماز میں سکوت اختیار کیا جائے۔

”ولو عطس فقال له المصلی الحمدللہ لاتفسد لانه لیس بجواب وان ارادبه جوابه او استفهامه فالصحیح انها تفسد هکذا فی التمرتاشی ولو قال العاطس لاتفسد صلاته وینبغی ان یقول فی نفسه والاحسن هوالسکوت کذافی الخلاصة۔“ (فتاویٰ عالمگیری، ص:۹۸، ج:۱)

اہل میت سے تعزیت کا طریقہ

س:......تعزیت کے لئے جائیں تو اہل میت و پسماندگان کو کن الفاظ کے ذریعے تعزیت کرنا بہتر ہوتا ہے، یعنی تعزیت کا درست طریقہ کیا ہے؟

ج:......تعزیت کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ میت کے پسماندگان کو یوں کہا جائے کہ: ”اللہ تعالیٰ مرحوم کی کامل مغفرت فرمائے اور اس سے درگزر فرمائے اور اس کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے اور آپ کو ان کی جدائی پر جو صدمہ ہوا ہے، اس پر صبر عطا فرمائے اور اجر عطا فرمائے۔“

”ویستحب ان یقال لصاحب التعزیة: غفر اللہ تعالیٰ لمیتک وتجاوز عنه وتغمده برحمته ورزقک الصبر علی مصیبته واجرک علی موته۔“ (فتاویٰ عالمگیری، ج:۱، ص:۱۶۷)

محرم الحرام میں شادی بیاہ

س:......محرم الحرام میں شادی بیاہ کرنے سے منع کیا جاتا ہے کہ یہ غم کا مہینہ ہے، کیا یہ بات شریعت کے مطابق درست ہے؟ کیا خوشی کی کوئی بھی تقریب نہیں کرنی چاہئے۔

ج:......محرم الحرام میں نکاح یا خوشی کی کوئی بھی تقریب منعقد کرنے کو معیوب سمجھنا درست نہیں ہے۔ شرعاً ایسی کوئی ممانعت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ناپسندیدگی ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ محرم میں ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح بھی محرم میں ہی ہوا۔

”تزوج محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدیجة یوم عاشورا.... وفی هذه السنة تزوج علی رضی اللہ عنه بفاطمة رضی اللہ عنها۔“ (تاریخ الخمیس، ص:۴۰۷، ج:۱)

وارث کے لئے ترکہ میں وصیت نہیں

س:......اگر کوئی اپنے وارثوں میں سے کسی ایک کے لئے یا ایک سے زائد کے لئے کچھ وصیت کرے اور وصیت نامہ بھی تیار کرالے، تو کیا وصیت درست ہوگی؟ اور اس پر عمل کرنا صحیح ہوگا یا ورثہ تمام ورثاء میں ہی تقسیم ہوگا؟

ج:...... ورثا کے لئے وصیت کرنا شرعاً درست نہیں ہے، کیونکہ شریعت نے وراثت میں ہر ایک وارث کا حق اور حصہ متعین کردیا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی وارث کے لئے وصیت کرے یا وصیت نامہ چھوڑ کر جائے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں اور وہ نافذ بھی نہیں ہوگا، بلکہ شرعاً ورثہ تقسیم ہوگا اور ہر ایک وارث کو اس کے حصہ کے مطابق ہی ملے گا، نہ کہ وصیت کے مطابق۔ واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۹ | ۱۲ تا ۱۸ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷ ستمبر ۲۰۲۰ء | شمارہ:۳۳

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

۷ ستمبر.... یوم تحفظ ختم نبوت	۶	محمد اعجاز مصطفیٰ
۷ ستمبر اور اس کے تقاضے	۹	مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ
قادیانیوں کے بارہ سوالات کے جوابات (۳)	۱۴	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
تحریک ختم نبوت..... تاریخ کے آئینہ میں	۱۶	ترتیب: مولانا قاضی احسان احمد
سالانہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس، کراچی (۳)	۲۲	مولانا محمد قاسم
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	۲۵	" " "

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

پیغام

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم العالیہ

(امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

انسان کی رشد وہدایت کے لئے انبیاء کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا وہ مبارک سلسلہ آقائے نامدار، فخر موجودات، تاجدار دو عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر ختم ہوگیا، اگر اس سلسلہ کی پہلی کڑی حضرت آدم علیہ السلام ہیں تو آخری کڑی اور قصرِ نبوت کی آخری اینٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس کو عقیدہ ختم نبوت کہتے ہیں۔ یہ عقیدہ قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے اور اس پر پوری امت کا اجماع واتفاق چلا آرہا ہے، جس طرح یہ عقیدہ بنیادی، قطعی اور اہم ترین عقیدہ ہے، اسی طرح اس عقیدہ کے مخالف عقیدہ رکھنا امت میں سب سے بڑا فتنہ ہوگا، چنانچہ شیطان نے سب سے پہلے اسی عقیدہ پر حملہ کیا تاکہ اسلامی بنیاد کو متزلزل کرسکے اور اس عقیدہ پر حملہ کرنے والوں کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کذاب ودجال قرار دیا ہے۔ یمامہ کا مسیلمہ کذاب، یمن کا اسود عنسی اور بعد میں دعویٰ نبوت کرنے والے اسی دجالین وکذابین کی فہرست میں شامل ہیں اور ان کذاب ودجالوں کو امت نے کبھی قبول نہیں کیا اور ناسور کی طرح انہیں جسد ملت سے کاٹ کر علیحدہ پھینک دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی اسی کذاب ودجال کی فہرست میں شامل ہے، وہ اور اس کے ماننے والوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے مرزائیوں اور قادیانیوں کی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوئی کوشش، نہ اس سے پہلے کامیاب ہوئی ہے اور نہ آئندہ کامیاب ہوگی۔ ان شاء اللہ!

آیئے ہم عہد کریں کہ ہم سب مل کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا جھنڈا ہر جگہ بلند کریں گے، اس کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قدم بقدم ساتھ دیں گے۔

علماء کرام اور ائمہ مساجد سے اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین کندیاں شریف نے اپنی حیات مستعار میں ملک بھر کے علماء کرام، خطباء حضرات اور ائمہ مساجد کی توجہ مبذول کرواتے ہوئے بڑی دردمندانہ اپیل کی تھی، جس کی افادیت کے پیش نظر اسے دوبارہ شائع کیا جارہا ہے:

جناب واجب الاحترام علماء کرام زید مجدکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کو معلوم ہے کہ قادیانی، مرزائی اندر ہی اندر مسلمانوں کو مرتد بنانے میں مصروف ہیں، میں آپ حضرات سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ مہینہ میں صرف ایک ہی مرتبہ بھی اپنے خطبہ میں صرف دس، پندرہ منٹ تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانی، مرزائی کا مکروہ چہرہ کے متعلق نوجوانوں کو آگاہ فرمادیا کریں، تاکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حق کو ادا کرنے میں خدا کے ہاں اجر کے مستحق بن سکیں۔ امید ہے کہ آپ توجہ فرمائیں گے۔

والسلام

فقیر خان محمد عفی عنہ

خانقاہ سراجیہ

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

۷؍ستمبر.... یوم تحفظ ختم نبوت

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

دین اسلام میں عقیدہ کی بنیادی اہمیت ہے۔ اگر عقیدہ صحیح ہے تو اسلام اور شریعت اسلام کے نام پر کئے گئے تمام افعال اور اعمال درست ہیں۔ اگر عقیدہ ہی صحیح نہیں تو کوئی عمل اور فعل نہ صرف یہ کہ قابل قبول نہیں بلکہ دین اسلام میں ذرہ برابر اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًاo اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًاo اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًاo“ (کہف:۱۰۳تا۱۰۵)

ترجمہ: ”آپ ان سے کہئے کہ کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارے میں ہیں، یہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی کرائی محنت سب گئی گزری ہوئی اور وہ (بوجہ جہل کے) اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو رب کی آیتوں کا (یعنی کتاب الٰہیہ کا) اور اس کے ملنے کا (یعنی قیامت کا) انکار کر رہے ہیں، سو (اس لئے) ان کے سارے کام غارت ہوگئے تو قیامت کے روز ہم ان کے نیک اعمال کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے۔“ اسی طرح قرآن کریم میں ہے:

”مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَo“ (النحل:۹۷)

ترجمہ: ”جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو (دنیا میں) بالطف زندگی دیں گے اور (آخرت میں) ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر دیں گے۔“

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے:

” وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍo اِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِo“ (العصر)

ترجمہ: ”قسم ہے زمانہ کی (جس میں نفع ونقصان واقع ہوتا ہے) کہ انسان (بوجہ تضییع عمر کے) بڑے خسارے میں ہیں۔ مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے (کہ یہ کمال ہے) اور ایک دوسرے کو (اعتقاد) حق (پر قائم رہنے) کی فہمائش کرتے رہے اور ایک

دوسرے کو (اعمال کی) پابندی کی فہمائش کرتے رہے۔‘‘ (بیان القرآن)

مسلمان جب کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو دو چیزوں کا اقرار کرتا ہے، ایک توحید کا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات اور افعال میں اکیلا ہے اور دوسری چیز رسالت اور ختم نبوت کا اقرار ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح نبوت ورسالت کے ساتھ متصف ہیں اسی طرح آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ پر نازل ہونے والی وحی، آخری وحی ہے، آپ کی امت، آخری امت ہے۔ آپ کی صحبت میں بیٹھنے والوں کو صحابہ کرامؓ، آپ کے گھرانے کو اہل بیت عظام، آپ کی ازواج کو امہات المومنین جیسے پاکیزہ اور مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ساڑھے چودہ سو سال سے امت مسلمہ میں یہی عقیدہ متواتر اور متوارث چلا آرہا ہے۔ چونکہ ۷؍ستمبر ایک بار پھر آرہا ہے، جس دن قادیانیوں کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے ۱۹۷۴ء میں متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا، اس دن کی مناسبت سے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے جو جدوجہد کی گئی، اس کی چند جھلکیاں ایک بار پھر قند مکرر کے طور پر قارئین ہفت روزہ کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

قیام پاکستان کے بعد ملکی حالات کمزور دیکھ کر قادیانیوں نے ایک بار پھر اپنی سرگرمیاں تیز کردیں اور سرتوڑ کوششیں کیں کہ کسی طرح پورا پاکستان نہ سہی کم از کم تھوڑی آبادی والا صوبہ، صوبہ بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنادیا جائے۔ ان کی خلاف اسلام ان کارروائیوں کو روکنے اور علامہ اقبال مرحوم کے مطالبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلائی گئی، جس کو جبر وتشدد اور فوجی طاقت سے بظاہر کچل دیا گیا، لیکن اس تحریک نے علمائے امت کی قیادت میں ہر مسلمان کے دل میں ایمانی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور غلامی کا ایٹم بم فٹ کردیا، جس کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کی اپنی شرارت اور غنڈہ گردی کے نتیجے میں جب تحریک چلی تو خیبر سے کراچی اور لاہور سے کوئٹہ تک تمام مسلمان اپنے اتحاد، اتفاق اور ایک ہی مطالبہ کی بنا پر یک جان اور ’’بنیانٌ مرصوص‘‘ کی مثال پیش کررہے تھے۔

۱:... مسلمانوں کی قیادت کی طرف سے مطالبہ تھا کہ تمام قادیانیوں (لاہوری گروپ ہو یا ربوی) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲:... پاکستان اسلامی ملک ہے۔ قادیانیوں کو اس ملک کے کلیدی عہدوں اور مناصب سے ہٹایا جائے۔

۳:... قادیانیوں کو ان کی خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکا جائے اور اس کے سدباب کے لئے قانون بنایا جائے۔

تحریک ۱۹۷۴ء کی مختصر روئیداد یہ تھی کہ ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلبا میں انتخابات ہوئے، جس میں ایک طرف مسلمان طلبا اور دوسری طرف قادیانی طلبا تھے۔ مسلمان طلبا کو کامیابی ملی ’’ختم نبوت زندہ باد‘‘ کے نعروں سے تمام مسلمان طلبا سرشار تھے۔ اسی نشتر کالج کے طلبا جب سیر وسیاحت کے لئے ٹرین کے ذریعے پشاور جارہے تھے تو چناب نگر اسٹیشن پر جب ٹرین رکی تو قادیانیوں نے اپنا لٹریچر تقسیم کیا جس پر طلبا مشتعل ہوگئے ان طلبا نے ’’ختم نبوت زندہ باد‘‘ کے نعرے لگائے، قادیانیوں کو غصہ آیا اور انہوں نے واپسی پر ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر اسٹیشن پر ان طلبا پر حملہ بول دیا، ڈنڈوں، سریوں سے مسلح قادیانی جتھے نے خوب اپنا غصہ نکالا، ان طلبا کو شدید زخمی کیا، کئی ایک طلبا بے ہوش ہوگئے، مسلمانوں کو اس کا علم ہوا تو پورے ملک میں قادیانیت کے خلاف نفرت اور غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ حکومت نے بروقت صحیح قدم نہیں اٹھایا، بلکہ ۱۹۵۳ء کی طرح اس تحریک کو بھی کچلنا چاہا۔

۳؍جون ۱۹۷۴ء کو تمام مسالک کے علماء کرام کا ایک نمائندہ اجتماع راولپنڈی میں منعقد ہوا، حکومت نے اسے ناکام بنانے کی اپنے تئیں پوری کوششیں کیں لیکن اسے ناکامی ہوئی۔ ۹؍جون ۱۹۷۴ء کو لاہور میں اجتماع ہوا اور اس میں طے کیا:

’’ہمارا یہ اجتماع اس وقت صرف ایک دینی عقیدہ کی حفاظت کے لئے ہے۔ یہ اجتماع ’’ختم نبوت‘‘ کے مسئلہ پر ہے۔ اس کا دائرہ آخر تک محض دینی رہے گا۔ سیاسی آمیزشوں سے اس کا دامن پاک رہنا چاہئے جو سیاسی حضرات اس میں شامل ہیں ان کا مطمح

نظر دین ہی ہوگا اور حزب اقتدار و حزب اختلاف کی کشمکش سے بالاتر ہوگا۔ ختم نبوت کی تحریک کا طریق کار نہایت پُر امن ہوگا اور اسے تشدد سے کوئی سروکار نہ ہوگا، اگر کوئی مزاحمت ہوئی یا تکلیف پیش آئی تو دین کے لئے اس کو برداشت کرنا ہوگا اور صبر کرنا ہو گا۔ مظلوم بن کر رہنا ہوگا اور ہمارے مدمقابل صرف مرزائی امت ہوگی۔ ہم حکومت کو ہدف بنانا نہیں چاہتے، اگر حکومت نے ان کی حفاظت یا ان کی حمایت میں کوئی غلط قدم اٹھایا تو اس وقت مجلس عمل کوئی مناسب فیصلہ کرے گی۔ ابھی قبل از وقت کچھ کہنا درست نہیں۔“ (ماہنامہ بینات کراچی، رمضان رشوال ۱۳۹۴ھ)

اسی اجتماع میں طے ہوا کہ ۱۴رجون ۱۹۷۴ء کو ملک میں مکمل ہڑتال ہوگی اور مرزائی امت کے مکمل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا گیا۔

۱۳رجون ۱۹۷۴ء کو وزیر اعظم مسٹر بھٹو نے ریڈیو پر تقریر کی، لیکن اس تقریر میں حادثہ ربوہ پر کوئی ایک حرف نہیں کہا، ختم نبوت پر ایمان جتاتے ہوئے کہا کہ یہ نوے سال پُرانا مسئلہ ہے اتنی جلدی کیسے حل ہوگا؟

۲۱رجون کو مجلس عمل کا اجلاس ہوا، اس میں وزیر اعظم کی تقریر پر غور وخوض کیا گیا اور طے کیا گیا کہ تحریک کو ہر ممکن پُر امن رکھنے کی کوشش کی جائے۔ قادیانیوں کا بائیکاٹ جاری رکھا جائے اور تحریک کو سول نافرمانی سے بہر صورت بچایا جائے۔ علماء کرام نے پورے ملک کے دورے کئے، حکومت نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی، اس تحریک کے قائد اور میر کارواں محدث العصر حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری قدس سرہ تھے۔ ۲۰رجولائی ۱۹۷۴ء کو ملک بھر کے اخبارات میں حضرت بنوریؒ کو بدنام کرنے کے لئے حکومتی اشاروں پر اشتہارات چھپنا شروع ہوگئے۔ حضرت نے اس کی طرف کوئی التفات نہیں فرمایا، اپنی پوری توجہ تحریک کو موثر اور کامیاب بنانے پر مرکوز رکھی۔ ۳۱رجولائی ۱۹۷۴ء کو وزیر اعظم نے مستونگ (بلوچستان) میں اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کے فیصلے کی تاریخ کا اعلان کردیا جائے گا، چنانچہ فیصلے کے لئے ۷رستمبر ۱۹۷۴ء کی تاریخ کا اعلان ہوا۔

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قادیانی مسئلہ پر غور کرنے کے لئے دو ماہ میں اٹھائیس اجلاس کئے اور چھیانوے گھنٹے نشستیں کیں۔ مسلمانوں کی طرف سے ”ملت اسلامیہ کا موقف“ نامی کتاب پیش کی گئی، قادیانیوں اور لاہوری گروپ کے نمائندوں نے اپنے اپنے موقف پر مبنی کتابچے پیش کئے۔ ربوہ جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن تک بیالیس گھنٹے اور لاہوری پارٹی کے سربراہ مرزا صدر الدین پر سات گھنٹے جرح ہوئی، یوں یہ مسئلہ پوری قومی اسمبلی کے اراکین کے اتفاق سے حل ہوا اور قادیانیوں کو ان کے دیئے گئے اپنے بیانات کی روشنی اور ان پر کی گئی جرح کے نتیجے میں (خواہ لاہوری گروپ ہو یا ربوی) غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ الحمدللّٰہ، ثم الحمدللّٰہ! اور اب چالیس سال بعد قومی اسمبلی کی تمام تر کارروائی الحمدللّٰہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے چھاپ کر تمام مسلمانوں کی طرف سے فرض کفایہ ادا کردیا ہے جسے ہر مسلمان کو پڑھنا ضروری ہے بلکہ تمام قادیانی بھی ایک بار اس کو ضرور پڑھ لیں تاکہ انہیں بھی تمام حقائق سے آگاہی ہو۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے اس فیصلے کو تقریباً چھیالیس سال کا عرصہ گزر گیا اور نئی نسل جوان ہوکر ادھیڑ عمر کو پہنچ گئی ہے اور اس کے بعد کی نسل کو اس مسئلہ کی اصل حقیقت، وجوہات، اسباب، قادیانیوں کے عقائد، ان کا دجل وفریب اور ان کی سازشوں کا علم نہیں، انہیں مثبت، حکمت، دانائی سے بھرپور علمی اور تبلیغی انداز میں یہ سب بتانے کی ضرورت ہے بلکہ اس سے بڑھ کر قادیانیوں کی نئی نسل کو بھی اس بارہ میں آگاہ کرنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے تاکہ کل بروز قیامت یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں تو کسی نے اصل عقائد سے روشناس ہی نہیں کرایا تھا تو ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟ اس لئے تمام مسلمان بالخصوص علماء کرام اور مساجد کے ائمہ اور خطباء عظام کی بہت بڑی ذمہ داری بنتی ہے کہ مسلم عوام کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، ضرورت کے بارہ میں آگاہ کریں۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے بارہ میں بیدار کریں اور قادیانیوں کے فتنے سے ان کو روشناس کریں۔

وصلّی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

۷/ستمبر اور اس کے تقاضے!

مولانا مفتی خالد محمود، نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال

۶/ستمبر پاکستان کی تاریخ میں ایک اہم دن ہے، یہ دن اہتمام سے یوم دفاع کے طور پر منایا جاتا ہے،اس دن جب رات کی تاریکی میں چوروں کی طرح بھارتی فوج پاکستانی سرحدوں میں داخل ہوئی تو ہماری فوج کے بہادر جوانوں نے پامردی سے ان کا مقابلہ کیا، بہت سوں نے داد شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش کیا ،اللہ کے ان شیروں نے اپنے خون سے شجاعت و بہادری کی ایسی لازوال اور عدیم النظیر داستانیں رقم کیں جو رہتی دنیا تک افق پر چمکتی رہیں گی، انہی قربانیوں کے صلہ میں انہیں تمغۂ شجاعت اور نشان حیدر عطا ہوا۔اس طرح ان بہادر جیالوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے ملک کی سرحدوں کی حفاظت کی، آج بھی آئے دن اس کی طرف سے چھیڑ خانی اور سرحدی خلاف ورزیوں کا سلسلہ جاری ہے، کشمیری مسلمانوں کا محاصرہ کر کے،انہیں ان کے گھروں میں نظر بند کر کے ان پر ظلم وستم کا بازار گرم کیا ہوا ہے، ایسے میں آج پھر ۱۹۶۵ء کے جذبہ جہاد کی ضرورت ہے، اگر آج حکومت کوئی فیصلہ کرے،فوج کوئی قدم اٹھائے تو پوری قوم ایک آواز بن کر اسی جذبہ کے ساتھ حکومت وفوج کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہے۔

بہر حال ۶/ستمبر کو ملک کی جغرافیائی سرحدوں کا تحفظ ہوا۔ ۶/ستمبر کی طرح ۷/ستمبر بھی ملک کی تاریخ کا اہم ترین بلکہ عظیم ترین دن ہے، یہ دن صرف پاکستان کے لئے ہی نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کے لئے انتہائی تاریخی اہمیت کا حامل ہے،اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ ہوا۔اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا جھنڈا بلند ہوا۔اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنے والے ذلیل ورسوا ہوئے، آپ کی ردائے ختم نبوت کو چوری کرنے والے ناکام ونامراد ہوئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج ختم نبوت کو چھیننے والے خائب و خاسر ہوئے، اس دن پاکستان کی پارلیمنٹ اور پوری قوم نے مل کر مرزائی اور قادیانی ناسور کو جسد ملت اسلامیہ سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا اور انہیں آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا،اس پر صرف پوری پاکستانی قوم نے ہی نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ نے سجدہ شکر ادا کیا، کیوں کہ قادیانیت کے تعفن اور اس کی سڑاند نے پوری امت مسلمہ کو بے چین اور مضطرب کیا ہوا تھا۔

اس تاریخی اور عظمت کے حامل دن کو تو چاہیے تھا کہ پوری قوم ملکی اور سرکاری سطح پر مناتی اس کے لئے مجالس منعقد کی جاتیں ، پروگرام ہوتے، شکرانے کے نوافل ادا کئے جاتے اور آئندہ کے لئے اس فتنے اور اس طرح کے دیگر فتنوں سے تحفظ کی دعائیں بھی مانگی جاتیں اور ان سے بچنے ،خصوصاً نسل نو کو ان سے بچانے اور محفوظ رکھنے کی تدابیر سوچی جاتیں اور اس کے مطابق عملی اقدامات کئے جاتے، زندہ قومیں اس طرح کے تاریخ ساز اور تابناک ایام ولمحات کو نہ صرف یاد رکھتی ہیں بلکہ زندہ بھی رکھتی ہیں۔مگر یہ دن آتا ہے اور گزر جاتا ہے کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ کتنا اہم اور عظیم دن گزر گیا اور ہم سے مطالبہ کر گیا۔یہ ہماری اجتماعی اور قومی بے حسی کی علامت ہے۔

۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی آئین ساز اسمبلی میں آئین میں ترمیم کرتے ہوئے قادیانیوں کی حیثیت کا تعین کیا اور متفقہ طور پر آئین میں ترمیم کرتے ہوئے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔یہ فیصلہ یونہی بیٹھے بٹھائے نہیں کر دیا گیا۔ بلکہ مکمل غور وخوض اور بحث ومباحثہ، سوال وجواب کے بعد ہر پہلو سے غور کرنے کے بعد کیا گیا جس کی صورت یہ ہوئی کہ ۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ اسٹیشن پر قادیانی غنڈوں نے نشتر میڈیکل کالج کے طلباء کو زد وکوب کیا، جس کے نتیجہ میں پورے ملک میں ایسی جاندار منظم مگر پُر امن تحریک چلی کہ اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی۔ پوری قوم کراچی سے لے کر شمالی علاقہ جات تک، بولان سے درہ خیبر تک متحد تھی اور ایک آواز تھی ایک ہی مطالبہ تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم

اقلیت قرار دیا جائے۔ اس تحریک کے نتیجہ میں حکومت مجبور ہوئی اور اس نے قومی اسمبلی کے تمام امور روک کر اسے ایک خصوصی کمیٹی کا درجہ دیتے ہوئے یہ مسئلہ اس کے سپرد کیا کہ اس پر مکمل غور وخوض کے بعد یہ کمیٹی اپنی سفارشات پیش کرے۔

قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث شروع ہوئی، قادیانی اور لاہوری گروپ دونوں نے اپنی خواہش اور درخواست پر اپنے محضر نامے قومی اسمبلی میں علیحدہ علیحدہ پیش کئے، ان کے جواب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی ’’قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف‘‘ کے نام سے اپنا تفصیلی موقف پیش کیا۔ لاہوری، قادیانی محضر نامے کے شق وار جواب کی سعادت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے حصہ میں آئی اور انہوں نے علیحدہ علیحدہ مستقل دونوں محضر ناموں کے جوابات تحریری طور پر اسمبلی میں پیش کئے۔ قادیانی اور لاہوری گروپ نے صرف تحریری طور پر ہی اپنا موقف پیش نہیں کیا بلکہ انہیں زبانی بھی اپنا موقف پیش کرنے کا موقع دیا گیا چنانچہ قادیانی گروپ کی طرف سے قادیانیوں کا سربراہ مرزا ناصر احمد قومی اسمبلی میں پیش ہوا، ۵ سے ۱۰ راگست اور ۲۰ سے ۲۴ راگست تک کل گیارہ روز مرزا ناصر احمد کا بیان، اس سے سوالات و جوابات اور اس پر جرح ہوئی۔ ان گیارہ دنوں میں ۴۲ گھنٹے مرزا ناصر پر جرح ہوئی۔ لاہوری پارٹی کی طرف سے ان کے سربراہ مسٹر صدر الدین پیش ہوئے ۲۷، ۲۸ راگست کو ان کا بیان ہوا اور ان پر ۷ گھنٹے جرح ہوئی، صدر الدین چوں کہ کافی بوڑھے تھے پوری طرح بات بھی سننے کی قوت نہیں رکھتے تھے اس لئے ان کا بیان میاں عبدالمنان عمر کے وسیلہ سے ہوا۔

گواہوں پر جرح اور ان سے سوالات کے لئے اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کو متعین کیا گیا انہوں نے پوری قومی اسمبلی کی اس سلسلہ میں معاونت کی اور بڑی محنت و جانفشانی سے اپنی ذمہ داری کو نبھایا۔ قومی اسمبلی کے ممبران اپنے سوالات لکھ کر اٹارنی جنرل صاحب کو دیتے تھے اور وہ سوالات کرتے تھے، اس سلسلہ میں مفتی محمود، مولانا ظفر احمد انصاری اور دیگر حضرات نے اٹارنی جنرل کی معاونت کی۔

بالآخر پوری جرح، بیانات اور غور وخوض کے بعد قومی اسمبلی کی اس خصوصی کمیٹی نے اپنی رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کی۔ وزیر اعظم پہلے ہی فیصلہ کے لئے ۷ ستمبر کی تاریخ طے کر چکے تھے چنانچہ ۷ ستمبر کو قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا جس میں خصوصی کمیٹی کی سفارشات پیش کی گئیں اور آئین میں ترمیمی بل پیش کیا۔ وزیر قانون نے اس پر مختصر روشنی ڈالی اس کے بعد وزیر اعظم نے تقریر کی۔

وزیر اعظم کی تقریر کے بعد بل کی خواندگی کا مرحلہ شروع ہوا اور وزیر قانون نے بل منظوری کے لئے ایوان کے سامنے پیش کر دیا تا کہ ہر رکن قومی اسمبلی اس پر تائید یا مخالفت میں رائے دے۔ رائے شماری کے بعد اسپیکر قومی اسمبلی نے پانچ بج کر باون منٹ پر اعلان کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی آئینی ترمیم کے حق میں ایک سو تیں ووٹ آئے ہیں جبکہ مخالفت میں ایک ووٹ بھی نہیں ڈالا گیا اس طرح قومی اسمبلی میں یہ آئینی ترمیمی بل اتفاق رائے سے منظور کرلیا گیا۔

ایک بات ذہن میں رہے کہ بڑے زور وشور سے یہ کہا جاتا ہے کہ کسی پارلیمنٹ یا قومی اسمبلی کو کیا حق ہے کہ وہ کسی کے اسلام اور کفر کا فیصلہ کرے، یہ کہنا بالکل درست ہے لیکن یہاں قومی اسمبلی نے انہیں کافر قرار نہیں دیا اور نہ ہی کوئی شخص کسی کے کفر، اسلام کا فیصلہ کرسکتا ہے، اسلام اور کفر کا فیصلہ اس کے نظریات اور عقائد کی بنیاد پر ہوتا ہے کہ آیا یہ شخص اسلام کے مسلمہ اصولوں اور بنیادی عقائد کو مانتا ہے یا نہیں۔ قادیانی اور مرزائی چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں اس لئے وہ مسلمان نہیں کیونکہ ختم نبوت کا عقیدہ ’’اسلام‘‘ کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ ایسا مضبوط اور لازوال عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی بے شمار آیات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث اس عقیدہ کو بیان کرتی ہیں، امت کا پہلا اجماع بھی اسی عقیدہ پر ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روز اول سے لے کر آج تک امت مسلمہ اس میں کبھی دورائے کی شکار نہیں ہوئی، ہر دور میں جھوٹے مدعی نبوت کو کذاب ودجال قرار دیا گیا اور ایسے شخص اور اس کے ماننے والوں کو کبھی بھی امت مسلمہ کا حصہ نہیں سمجھا گیا۔

مرزا غلام احمد نے جب جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچایا تو اسی وقت سے علماء امت نے اس کا تعاقب کیا، اس کے کفر کو امت پر ظاہر کیا، مرزا کے دعوے سامنے آتے ہی متفقہ طور پر اس کے کفر کا فتوی دیا۔ ۱۹۵۳ء کے آئین میں غور کرنے کے لئے تمام مکاتب فکر کا نمائندہ اجلاس ہوا۔ اس میں بھی علماء نے دستور میں ترمیم کی تجویز دیتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اس کے لئے اسمبلی میں ایک نشست مخصوص کردی جائے۔

اپریل ۱۹۷۴ء میں مکہ مکرمہ میں اجتماع ہوا

جس میں مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک مسلم آبادیوں کی ۱۲۶ تنظیموں کے نمائندے شریک ہوئے ، انہوں نے بھی بالاتفاق قرار داد منظور کرتے ہوئے قادیانیوں کو کافر قرار دیا یا ایک طرح سے پوری امت مسلمہ کا اجماع واتفاق تھا، بہت سی عدالتوں نے قادیانیوں کے کفر کے فیصلے دیئے۔

قادیانی اپنے عقائد ونظریات کی بنیاد پر اپنے وجود کے اول دن سے ہی اسلام سے خارج تھے قومی اسمبلی نے انہیں کافر قرار نہیں دیا، ہاں قومی اسمبلی نے ان کے افکار ونظریات، عقائد وخیالات کو دیکھتے ہوئے ان کی آئینی حیثیت متعین کی کہ وہ دیگر غیر مسلم اقلیتوں کی طرح ایک اقلیت ہیں۔

آج قادیانی شور مچاتے ہیں کہ ہم اس آئین کو کیسے تسلیم کریں جس میں ہماری نفی کی گئی ہے یہ بات بالکل غلط ہے۔اس آئین نے تو ان کو ایک حیثیت دی ہے ان کے وجود کو تسلیم کیا ہے کیوں کہ اس ترمیم سے پہلے ان کو اپنا کوئی وجود نہیں تھا نہ وہ مسلمانوں میں شامل تھے نہ دیگر اقلیتوں میں۔ آئین نے ان کی ایک حیثیت متعین کر کے نہ صرف یہ کہ ان کے وجود کو تسلیم کیا ہے بلکہ ان کو آئینی طور پر حقوق دیئے ہیں کہ وہ ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر اس ملک میں رہ سکتے ہیں۔ دوسری اقلیتوں کی طرح ان کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی، وہ غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے اپنے مذہب پر عمل کر سکتے ہیں، غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے انتخاب لڑ سکتے ہیں، دیگر اقلیتوں کی طرح اسمبلی کا حصہ بن سکتے ہیں، آئین انہیں یہ سارے حقوق دیتا ہے بشرطیکہ وہ آئین کو تسلیم کریں۔

ان تمام باتوں سے قطع نظر مرزا غلام احمد کے پیروکاروں، مرزائیوں اور قادیانیوں نے ایک نئے نبی کی اتباع کر کے، نئی نبوت اور نئے مذہب کو مان کر اپنا راستہ خود علیحدہ اور مسلمانوں سے خود جدا کر لیا ہے، کیوں کہ ایک نئے نبی کو مان کر وہ خود مسلمانوں سے علیحدہ ایک قوم، اور ایک نئی امت بن چکے ہیں۔ کیوں کہ ہر نبی کے ماننے والے اس کی امت ہوتے ہیں، نبی کے بدلنے سے امت بدل جایا کرتی ہے یہ ایک منطقی اصول اور فطری تقاضا ہے۔

آج اس روئے زمین پر آسمانی مذہب اور نبی کے ماننے والے مسلمانوں کے علاوہ دو اور قومیں موجود ہیں، ایک یہودی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں، دوسرے عیسائی ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں اور مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں، یہ تینوں مذہبی اعتبار سے علیحدہ علیحدہ قوم شمار ہوتی ہیں ان میں سے کوئی بھی قوم اور اپنے نبی کی امت دوسری قوم و امت کو اپنے ساتھ ملانے اور اپنی قوم و امت میں شمار کرنے کے لئے تیار نہیں، یہودی عیسائیوں اور مسلمانوں کو اپنے ساتھ اس لئے شمار نہیں کرتے کہ عیسائی حضرات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مانتے ہیں اور مسلمان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مانتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی حضرات مسلمانوں کو اپنا حصہ بتانے اور اپنے ساتھ شمار کرنے کے لئے تیار نہیں کیوں کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مانتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی اپنے ساتھ یہودیوں کو شامل کرنے کے لئے تیار نہیں کیوں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے اور مسلمان اپنے ساتھ یہودیوں ، عیسائیوں کو شامل کرنے پر آمادہ نہیں کیوں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اور پوری دنیا اسے تسلیم کرتی ہے کہ یہودی، عیسائی اور مسلمان اپنے اپنے نبی کو ماننے کی وجہ سے علیحدہ علیحدہ قومیں ہیں، کوئی یہودی کو عیسائی یا مسلمان نہیں کہتا نہ کسی عیسائی کو یہودی یا مسلمان تسلیم کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر نبی کے ماننے والے علیحدہ قوم اور امت ہیں اور نئے نبی کے ماننے سے امت تبدیل ہو جایا کرتی ہے۔

یہاں کوئی یہ اشکال نہ کرے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل بہت سے انبیاء آئے، ان سب کا مذہب یہودی تھا۔ اول تو یہ مسلم نہیں کہ ان سب کا مذہب یہودی کہلاتا تھا، جب کہ ان میں سے بہت سے اپنا اپنا علیحدہ دین وشریعت لے کر نہیں آئے بلکہ پہلے نبی کی دعوت کو آگے بڑھایا، دوسری بات یہ ہے کہ اوپر جو منطقی اصول بتایا گیا یہ اس وقت ہے جب کہ نئے آنے والے نبی کو پچھلی امت اور قوم بھی نبی مان لے تو مذہب تبدیل نہیں ہوا تو امت بھی تبدیل نہیں ہوئی لیکن اگر پہلی امت کے لوگ نئے آنے والے نبی اور اس کے مذہب کو نہ مانیں تو یقیناً امت تبدیل ہو جائے گی۔

قادیانیوں کا مسئلہ بھی یہی ہے کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا، اسکے ماننے والوں نے اسے نبی تسلیم کیا جبکہ پوری امت مسلمہ نے اسے قبول ہی نہیں کیا بلکہ رد کر کے اس کی تغلیط کی، اس اعتبار سے قادیانی امت مسلمہ کا حصہ نہیں، کیوں؟ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک نئے نبی کو مانتے ہیں اور مسلمان قادیانیوں سے علیحدہ

امت اور قوم ہیں کیوں کہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے تو مسلمان اور قادیانی مذہبی اعتبار سے علیحدہ علیحدہ قوم اور امت ہوئے اور ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کا حصہ نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا منجھلا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم۔اے لکھتا ہے:

"مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کا یہ دعویٰ کہ وہ اللہ کی طرف سے ایک مامور ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے۔ دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور محض افترا علی اللہ کے طور پر دعویٰ کرتا ہے تو ایسی صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے اور یا مسیح موعود اپنے دعویٰ الہام میں سچا ہے اور خدا سچ مچ اس سے ہم کلام ہوتا تھا تو اس صورت میں بلاشبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا۔ پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ یا مسیح موعود کو سچا جان کر اس کے منکروں کو کافر جانو، یہ نہیں ہو سکتا کہ تم دونوں کو مسلمان سمجھو۔" (کلمۃ الفصل۔از مرزا بشیر احمد)

ایک جگہ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

"ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ ناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔"

(کلمۃ الفصل)

مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے:

"ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں کیوں کہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔" (انوار خلافت)

"غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں حتیٰ کہ غیر احمدی معصوم بچے کا بھی جائز نہیں۔" (انوار خلافت)

مرزا بشیر الدین محمود نے ایک مرتبہ خطبہ جمعہ میں کہا:

"حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے فرمایا: یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔"

(اخبار الفضل جلد ۱۹ نمبر ۱۳)

ایسے بہت سے اقتباسات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مرزا کو نہ ماننے والوں کو کافر، پکے کافر، دائرہ اسلام سے خارج ولد الحرام اور جہنمی کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

اس کا اظہار وہ ہر جگہ کرتے ہیں چنانچہ قائداعظم کے جنازہ کے وقت موجود ہونے کے باوجود اس وقت کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ قادیانی نے قائداعظم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ اخباری نمائندوں کے سوال کے جواب میں کہا:

"مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔"

(روزنامہ زمیندار لاہور، ۸ فروری ۱۹۵۰ء)

تقسیم کے وقت قادیانیوں نے حد بندی کمیشن کے سامنے اپنا موقف پیش کرتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ شمار کیا جس کی وجہ سے ضلع گورداسپور میں مسلمان عددی اعتبار سے اقلیت میں چلے گئے اور یوں ضلع گورداسپور ہندوستان کا حصہ بن گیا۔

علامہ اقبال نے تو بہت پہلے انگریز حکومت کو تجویز دی تھی:

"میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریقہ کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے۔ یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان اس سے ویسی رواداری سے کام لیں گے۔ جیسے وہ باقی مذاہب کے بارے میں اختیار کرتا ہے۔" (حرف اقبال ص ۱۱۸)

"ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔"

(حرف اقبال)

اور قادیانیوں کو مشورہ دیتے ہوئے علامہ اقبال نے فرمایا تھا:

”میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں۔ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقۂ اسلام میں ہوتا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔“ (حرف اقبال)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان تمام باتوں سے واضح ہوچکا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی ماننے والے، قرآن کریم کو اللہ کی آخری کتاب ماننے والے اور کسی بھی نئے نبی کا انکار کرنے والے علیحدہ قوم اور امت ہیں اور مرزا کو ماننے والے علیحدہ قوم ہیں۔

اب تنازع یہ ہے کہ اسلام اور مسلمان کا لفظ کون استعمال کریں گے۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے یا مرزا کو ماننے والے۔ پوری دنیا پر واضح ہے کہ قرآن کریم کو ماننے والے سرکار ختم الرسل پر ایمان لانے والے چودہ سو سال سے اپنے لئے اسلام کا لفظ استعمال کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کا نام مسلمان لکھا ہے۔ان کے دین کا نام اسلام رکھا ہے۔صرف نام ہی نہیں رکھا بلکہ اسے پسندیدہ دین قرار دیا۔ پوری دنیا کے لوگ انہی لوگوں کو مسلمان سمجھتے اور کہتے چلے آئے ہیں۔اسلام اور مسلمان کا لفظ ان کی شناخت اور پہچان ہے۔کسی یہودی، عیسائی، ہندو، پارسی، بدھ مت، لبرل، سیکولر یا کسی بھی مذہب، قوم سے تعلق رکھنے والے لوگ ہوں۔وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور قرآن کریم کو اللہ کی آخری کتاب ماننے والوں کو ہی مسلمان سے پکارتے ہیں اور ان کے دین کو اسلام سے تعبیر کرتے ہیں۔اب وہ لوگ جن کے وجود کو صرف سوا سو سال کے قریب ہوا ہو۔ وہ ان مسلمانوں کی شناخت چوری کریں۔ان کے نام پر ڈاکہ ڈال کر خود پر چسپاں کریں تو کوئی قانون، کوئی عرف، کوئی معاشرہ، کوئی اخلاق انہیں اجازت نہیں دے گا۔دنیا کا اصول بھی یہی ہے کہ اگر کوئی کمپنی پہلے سے مارکیٹ میں متعارف ہو۔ اس کا نام لوگوں میں جانا پہچانا ہو۔اس کا کوئی ٹریڈ مارک ہو جو اس کی شناخت بن چکا اور بعد میں کوئی شخص اگر مارکیٹ میں اس نام سے اپنی کمپنی بنائے۔اس کا ٹریڈ مارک استعمال کرے تو ساری دنیا اسے فراڈ، خیانت کرنے والا اور دوسرے کے حق پر ڈاکہ ڈالنے والا کہے گی اور مذکورہ کمپنی کے مالک کو پورا اختیار ہوگا کہ وہ اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرے اور قانون کا سہارا لے کر اسے اس نام کے استعمال سے روکے اگر وہ باز نہ آئے تو اسے گرفتار کیا جائے گا۔اس پر جرمانے ہوں گے غرضیکہ ہر طرح سے اسے روکا جائے گا۔اس صورت میں قانون، معاشرہ اور ہر فرد پہلے سے موجود کمپنی کا ساتھ دے گا۔

امت مسلمہ کا مطالبہ یہی ہے کہ جب قادیانی ہر اعتبار سے مسلمانوں سے علیحدہ ہیں خود انہیں بھی اس کا اعتراف ہے تو وہ اسلام اور مسلمانوں کا نام استعمال کرنا چھوڑ دیں اور اسلام و مسلمان کا نام استعمال کرکے نہ مسلمانوں کی شناخت پر ڈاکہ ڈالیں، نہ ان کے حقوق چھینیں۔ بلکہ جب تمہارا مذہب جدا، تمہاری ہر چیز مسلمانوں سے جدا تو اپنا نام بھی الگ رکھیں۔اور بازار میں اپنا چورن نئے نام سے بیچیں۔

حیرت ہوتی ہے اتنی واضح اور صاف معاملہ کے باوجود قادیانیوں کو کوئی نہیں کہتا کہ تم اسلام کا نام استعمال کرکے مسلمانوں کے مذہب وحقوق پر کیوں ڈاکہ ڈالتے ہو۔الٹا مسلمانوں کو ہی مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔

اور یہ بات بھی سمجھ سے بالا تر ہے کہ مسلمانوں سے تو کہا جاتا ہے کہ تم مرزائیوں کو کافر کیوں کہتے ہو ان سے کوئی نہیں پوچھتا کہ اربوں مسلمانوں کو تم کیوں کافر کہتے ہو، صرف کافر ہی نہیں، جہنمی، ولدالحرام اور نہ جانے کیا کیا خرافات بکتے ہو۔

قصہ مختصر یہ کہ قادیانی مسلمانوں سے علیحدہ قوم ہیں، ان کے نظریات بھی یہی بتلا رہے ہیں۔ان کا اعتراف بھی یہی ہے۔اسی کے مطابق قومی اسمبلی نے آئین میں ترمیم کرکے انہیں غیر مسلم اقلیتوں میں شمار کیا جو عین انصاف ہے۔ جب سے یہ قانون بنا ہے اس وقت سے کوششیں جاری ہیں کہ کسی طرح یہ قانون یا تو ختم ہوجائے یا اس میں اس طرح ترمیم کردی جائے کہ اس کی افادیت ختم ہوجائے۔ ۷/ستمبر کے موقع پر پوری امت مسلمہ خصوصاً پاکستانی قوم یہ عہد کرے کہ ہم اس قانون کو تبدیل ہونا تو دور کی بات ہے ادنیٰ سی ترمیم بھی نہیں ہونے دیں گے۔اس کے لئے پوری قوم کو ہمہ وقت بیدار اور چوکنا رہنا ہوگا کہ کوئی بھی چور راستے سے اس میں نقب زنی نہ کرسکے۔اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت فرمائے اور ہمیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے قبول فرمائے۔☆☆

قادیانیوں کے بارہ سوالات کے جوابات

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

تیسری قسط

اہل اسلام کی طرف سے قادیانیوں سے بارہ سوالات

قادیانیوں سے سوال نمبر۱:

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع سے متعلق قرآن مجید میں:”بل رفعہ اللہ الیہ“ ہے۔کیا پوری دنیا کے قادیانی مل کر قرآن مجید میں کہیں دکھاسکتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آیا ہو:”مارفعہ اللہ“

قادیانیوں سے سوال نمبر۲:

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق بخاری شریف میں پانچ مقامات پر آیا ہے:”ینزل عیسیٰ ابن مریم“ کیا پوری دنیا کے قادیانی مل کر تمام ذخیرہ احادیث میں کہیں دکھا سکتے ہیں جہاں آیا ہو:”لاینزل عیسیٰ ابن مریم“

قادیانیوں سے سوال نمبر۳:

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق کتب احادیث میں مستقل ابواب موجود ہیں۔کیا تمام قادیانی مل کر کتب احادیث میں کسی ایک جگہ میں وفات مسیح کا باب دکھاسکتے ہیں؟

قادیانیوں سے سوال نمبر۴:

مرزاغلام قادیانی نے لکھا کہ:”سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ہوتی۔“

(تحفہ گولڑویہ ص۶،خزائن ج۱۷ص۹۵)

قادیانی فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے کہا کہ میں مسیح علیہ السلام کا بروز ہوں۔کیا امت میں سے آج تک کسی نے بروز مسیح ہونے کا دعویٰ کیا یا امت نے اسے صحیح مانا؟نہیں تو مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں کیا کلام رہ جاتا ہے؟

قادیانیوں سے سوال نمبر۵:

مرزا قادیانی نے کہا کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں اور اپنا عقیدہ بتایا کہ مسیح فوت ہوگئے۔ان کی جگہ میں مسیح ہوں۔کیا تیرہ صدیوں کے کسی مجدد نے اپنا وفات مسیح کا عقیدہ بتایا؟کوئی اس کی نظیر لاسکتے ہو؟نہیں تو اگر تیرہ صدیوں کے مجدد صحیح تھے تو مرزا قادیانی غلط اور اگر مرزا قادیانی صحیح تو تیرہ صدیوں کے مجدد غلط۔مرزائی فیصلہ کریں۔

قادیانیوں سے سوال نمبر۶:

مرزا قادیانی نے کہا کہ”اس وحی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی“۔(ایک غلطی کا ازالہ ص۱،خزائن ج۱۸ص۲۰۷)

اس دعویٰ پر پوری امت میں کوئی نظیر قادیانی دکھاسکتے ہیں کہ آج تک کسی امت کے فرد نے خود کو محمد رسول اللہ قرار دیا ہو؟(معاذ اللہ)

قادیانیوں سے سوال نمبر۷:

مرزا قادیانی نے کہا کہ پوری امت سے نبوت کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔

(حقیقت الوحی ص۳۹۱،خزائن ج۲۲ص۴۰۶)

”میں ہی مخصوص کیا گیا۔“یہ الفاظ بتارہے ہیں کہ اس کی امت میں نظیر نہیں۔مرزا قادیانی کا اقرار ہے جس کی نظیر نہ ہو وہ جھوٹ ہے۔تو مرزائی بتائیں کہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں کوئی کسر رہ گئی؟

قادیانیوں سے سوال نمبر۸:

کیا تیرہ صدیوں کے کسی ایک مجدد نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں ہے۔کیا قادیانی کسی ایک مجدد یا تیرہ صدیوں کے کسی ایک قابل ذکر مفسر یا مؤرخ کا نام بتاسکتے ہیں۔قیامت تک؟

قادیانیوں سے سوال نمبر۹:

مرزا قادیانی نے (حقیقت الوحی ص۳۱،خزائن ج۲۲ص۳۳)پر کہا کہ:”ألانت قلت للناس“ کا سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے روز ہوگا۔“اور(ازالہ اوہام ص۲۴۸،خزائن ج۳ص۴۲۵)پر کہا کہ:”یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا.............“ کیا ایک ہی واقعہ میں زمانہ ماضی اور مستقبل دونوں پائے جاسکتے ہیں؟

قادیانیوں سے سوال نمبر۱۰:

مرزا قادیانی نے (آئینہ کمالات ص۵۲۶،

خزائن ج۵ص ایضاً) پر لکھا ہے کہ:''وفات مسیح کا عقیدہ مجھ پر کھولا گیا۔ اس سے پہلے پردہ اخفاء میں رکھا گیا تھا۔'' اگر پردہ اخفاء میں تھا تو پہلے کے بزرگ کیسے قائل تھے۔ اگر وہ قائل تھے تو پھر پردہ اخفاء کیا؟

قادیانیوں سے سوال نمبر۱۱:

مرزا قادیانی نے لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ (مجموعہ اشتہارات، ج۱،ص۲۳۰) آخر عمر میں مرزا قادیانی نے کہا کہ:''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔'' (حیات ناصر،ص۱۴) جو مرزا قادیانی کے اول وآخر کی ان دونوں باتوں کو نہ مانے، کیا وہ اول وآخر مرزا کا منکر ہوگا یانہ؟

قادیانیوں سے سوال نمبر۱۲:

مرزا غلام قادیانی نے ایک دعویٰ کیا کہ: ''میں حجر اسود ہوں۔'' (اربعین نمبر۴،ص۱۵،خزائن ج۱۷،ص۴۴۵ حاشیہ) ساری دنیا جانتی ہے کہ حجر اسود کو سنٹر میں چوما جاتا ہے، تو کیا پوری قادیانی ذریت میں ہے کوئی فرد جو......؟ ☆☆☆

تبصرۂ کتب

نوٹ:......تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

حیات نفیس: سوانح عمری مرشد العلماء حضرت اقدس سیّد نفیس الحسینی ؒ

حسب ارشاد و ہدایت: پیر طریقت، رہبر شریعت، شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

ترتیب وتبویب: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ناشر اور ملنے کا پتہ: جامعہ عبیدیہ، آئی بلاک علامہ اقبال کالونی سمندری روڈ فیصل آباد۔

صفحات:۳۵۰، چاررنگا خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ، ہدیہ:۲۰۰ روپے۔

حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ مدظلہ العالی عظیم شیخ طریقت ہیں، جنہوں نے وقت کے جید علماء کرام ومشائخ عظام سے روحانی علوم حاصل کئے۔

آپ کے پہلے شیخ قطب العالم حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ تھے، جن کی خدمت میں جامعہ باب العلوم کی تدریس کے زمانہ میں سالہا سال آمدورفت رہی۔

آپ کے دوسرے شیخ امام الہدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ ہیں، جنہوں نے آپ کو سلسلہ قادریہ راشدیہ میں خلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپ کے ایک شیخ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عبدالستارؒ صدر مفتی جامعہ خیر المدارس خلیفہ مجاز برکۃ العصر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے آپ کو سلسلۂ چشتیہ میں خلافت عطا فرمائی۔

آپ کے ایک اور شیخ حضرت مولانا علی المرتضیٰؒ گدائی شریف ڈیرہ غازی خان ہیں جنہوں نے آپ کو چاروں سلسلوں میں خلافت و نیابت سے سرفراز فرمایا۔

ہمارے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق نائب امیر سیّد الخطاطین، مرشد العلماء والمشائخ حضرت سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ نے بھی آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے اپنے خادم اور خلیفہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبۂ تبلیغ کے انچارج مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے اور میرے شیخ اول حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کی سیرت وسوانح پر کتاب ترتیب دیں تو موصوف نے آپ کے حکم پر ''تذکرۂ حضرت بہلویؒ'' مرتب کی جو آپ کے ادارہ جامعہ عبیدیہ نے شائع کی۔

پھر آپ نے اپنے مسترشد مولانا شجاع آبادی کو حکم فرمایا کہ وہ امام الہدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی سوانح ترتیب دیں تو انہوں نے ''مولانا عبیداللہ انورؒ کی سوانح وافکار'' مرتب کی جو آپ کے ادارہ جامعہ عبیدیہ فیصل آباد نے چند سال پہلے شائع کی۔

آپ کے حکم سے مولانا شجاع آبادی نے آپ کے ایک اور شیخ محبوب العلماء حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ کی حیات مبارکہ پر حیات نفیس مرتب کی، جو جامعہ عبیدیہ آئی بلاک علامہ اقبال کالونی فیصل آباد اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے مل سکتی ہے۔ کتاب کو کئی ابواب میں تقسیم کیا گیا:

باب اول: حیات و خدمات، باب دوم: روحانی ارتقاء، باب سوم: خطاطی، اس کی تاریخ اور حضرت والا کی خدمات، باب چہارم: عقیدۂ ختم نبوت سے والہانہ عقیدت اور قادیانیت سے نفرت، باب پنجم: جامع شریعت و طریقت، باب ششم: حمد ونعت گو شاعر، باب ہفتم: باطل کا تعاقب، باب ہشتم: دینی تحریکوں کی سرپرستی، باب نہم: تصنیف و تالیف، باب دہم: دینی جرائد و رسائل کا خراج تحسین، باب یازدہم: منظوم خراج تحسین۔

☆☆..........☆☆

تحریک ختم نبوت

تاریخ کے آئینہ میں!

ترتیب وتبویب: (مولانا) قاضی احسان احمد

آپ ﷺ کی ختم نبوت میں امت مسلمہ کی وحدت کا راز مضمر ہے۔ اس لئے اس عقیدہ میں چودہ سو سال سے کبھی بھی امت دورائے کا شکار نہیں ہوئی، بلکہ جس وقت کسی شخص نے اس عقیدہ کے خلاف رائے دی، امت مسلمہ کے صاحب اختیار حضرات نے اسے سرطان کی طرح اپنے جسم سے علیحدہ کردیا۔ ختم نبوت کا تحفظ یا بالفاظ دیگر منکرین ختم نبوت کا استیصال دین کی روح اور جان ہے۔ دین کی نعمت کا اتمام آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر ہوا۔ اس لئے دین کے اس شعبہ کو بھی اللہ رب العزت نے خود آنحضرت ﷺ سے وابستہ فرمایا اور سب سے پہلے خود آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانہ میں پیدا ہونے والے جھوٹے مدعی نبوت کا استیصال کرکے امت مسلمہ کو کام کرنے کا عملی نمونہ پیش فرمادیا۔

تحفظ ختم نبوت آنحضرت ﷺ کی سنت مبارکہ:

چنانچہ اسود عنسی کے استیصال کے لئے رحمت عالم ﷺ نے حضرت فیروز دیلمیؓ کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے تحفظ ختم نبوت کے مشن میں سرخرو کیا اور طلیحہ اسدی کے مقابلہ میں حضرت ضرار بن ازورؓ کو روانہ فرمایا اور اس فتنہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیا۔ یہ امت کے لئے خود آنحضرت ﷺ کا عملی سبق ہے۔

صدیقی لشکر یمامہ کے میدان میں:

امت نے آنحضرت ﷺ کے اس مبارک عمل کو اپنے لئے ایسے طور پر مشعل راہ بنایا کہ خیر القرون کے زمانہ سے اس وقت تک ایک لمحہ کے لئے بھی امت اس سے غافل نہیں ہوئی۔

چنانچہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ اس جنگ میں سب سے پہلے حضرت عکرمہؓ پھر حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ اور آخر میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلمانوں کے لشکر کی کمان فرمائی۔

اس پہلے معرکہ ختم نبوت میں ۱۲ سو صحابہ کرامؓ و تابعینؒ شہید ہوئے۔ جن میں سات سو قرآن مجید کے حافظ و قاری اور ستر بدری صحابہؓ تھے۔

جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشیؓ نے قتل کیا اور اس فتنہ کا ہمیشہ کے لئے سر کچل دیا، اسی طرح طلیحہ اسدی کے ماننے والوں کو تلاش کرکے عبرتناک سزائیں دی گئیں تاکہ اس عقیدہ کی اہمیت اور گستاخ کی گستاخی کا اندازہ ہوسکے اور ان ناپاک وجودوں سے اللہ تعالیٰ کی دھرتی کو ہمیشہ کے لئے پاک کردیا جائے۔

ہندوستان اور فتنۂ قادیانیت:

جھوٹے مدعیانِ نبوت کا سلسلہ آگے بڑھا تو متحدہ ہندوستان میں انگریز اپنے جور وستم اور استبدادی حربوں سے جب مسلمانوں کے قلوب کو مغلوب نہ کرسکا تو اس نے ایک کمیشن قائم کیا۔ جس نے پورے ہندوستان کا سروے کیا اور واپس جاکر برطانوی پارلیمنٹ میں رپورٹ پیش کی کہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد مٹانے کے لئے ضروری ہے کہ کسی ایسے شخص سے نبوت کا دعویٰ کرایا جائے جو جہاد کو حرام اور انگریز کی اطاعت کو مسلمانوں پر اولوالامر کی حیثیت سے فرض قرار دے۔

مرزا قادیانی کا انتخاب کیوں؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کام کے لئے برطانوی سامراج نے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیوں کیا؟ اس کا جواب خود مرزائی لٹریچر میں موجود ہے کہ مرزا قادیانی کا خاندان جدی پشتی انگریز کا نمک خوار، خوشامدی اور مسلمانوں کا غدار تھا، مرزا قادیانی کے والد نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں برطانوی سامراج کو پچاس گھوڑے مع ساز و سامان مہیا کئے اور یوں مسلمانوں کے قتل عام سے اپنے ہاتھ رنگین کرکے انگریز سے انعام میں جائیداد حاصل کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

”پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔“ (کتاب البریہ ص:۴،۵،۶، روحانی خزائن ج:۱۳ ص:۴،۵،۶)

اپنے بارے میں لکھتا ہے:

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔" (تریاق القلوب، ص:۲۷، روحانی خزائن، ج:۱۵، ص:۱۵۵)

غرضیکہ مرزا قادیانی کے گوشت پوست میں انگریز کی وفاداری اور مسلمانوں سے غداری رچی بسی تھی، یہی وجہ ہے کہ اس مقصد کے لئے انگریز کی نظر انتخاب مرزا قادیانی پر پڑی۔

مرزا قادیانی کا اصل مشن:

قارئین محترم! اگر مرزا قادیانی کے دعاوی پر نظر ڈالیں تو اس نے بتدریج خادم اسلام، مبلغ اسلام، مجدد، مہدی، مثیل مسیح، ظلی نبی، مستقل نبی، انبیاء سے افضل حتیٰ کہ خدائی تک کے دعاوی کئے، یہ سب کچھ ایک طے شدہ منصوبہ، گہری چال اور خطرناک سازش کے تحت کیا گیا۔

ردِ قادیانیت کا آغاز:

قطب العالم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اپنے نور ایمانی اور بصیرت وجدانی سے آنجہانی مرزا قادیانی کے دعوے سے بہت پہلے پنجاب کے معروف روحانی بزرگ حضرت مولانا پیر مہر علی شاہؒ گولڑوی سے حجاز مقدس میں ارشاد فرمایا:

"پنجاب میں ایک فتنہ اٹھنے والا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس فتنہ کے خلاف آپ سے کام لیں گے۔"

بیعت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور اس فتنے کے خلاف کام کرنے کی تلقین فرمائی۔

سعادت مند جماعت:

اللہ تعالیٰ نے ردِ قادیانیت کے سلسلے میں امتِ محمدیہ کے جن خوش نصیب وخوش بخت حضرات سے بڑی تندہی اور جانفشانی سے کام لیا، ان میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا پیر مہر علی شاہؒ، حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ، حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، پروفیسر محمد الیاس برنیؒ، علامہ محمد اقبالؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، حضرت علامہ شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمدؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، حضرت مولانا محمد داؤد غزنویؒ، حضرت مولانا ظفر علی خانؒ اور حضرت مولانا پیر جماعت علی شاہؒ جیسی نابغہ روزگار ہزاروں شخصیات ہیں۔

قادیانیت کے خلاف پہلا فتویٰ:

علمائے لدھیانہ نے مرزا قادیانی کی گستاخ وبے باک طبیعت کو اس کی ابتدائی تحریروں سے ہی دیکھ کر اس کے خلاف کفر کا فتویٰ سب سے پہلے ۱۸۸۴ء میں دے دیا تھا۔ ان حضرات کا خدشہ صحیح ثابت ہوا اور آگے چل کر پوری امت نے علمائے لدھیانہ کے فتویٰ کی تصدیق وتوثیق کردی۔

مقدمہ بہاول پور:

تحصیل احمد پور شرقیہ ریاست بہاول پور میں ایک شخص مسمی عبدالرزاق مرزائی ہوکر مرتد ہوگیا، اس کی منکوحہ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش نے سن بلوغ کو پہنچ کر ۲۴/ جولائی ۱۹۲۶ء کو فسخ نکاح کا دعویٰ احمد پور شرقیہ کی مقامی عدالت میں دائر کردیا جو ۱۹۳۱ء تک ابتدائی مراحل طے کرکے پھر ۱۹۳۲ء ڈسٹرکٹ جج بہاول پور کی عدالت میں بغرض شرعی تحقیق واپس ہوا۔ آخرکار ۷/ فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ بحق مدعیہ صادر ہوا۔

مولانا غلام محمدؒ کی دعوت پر اپنے تمام تر پروگرام منسوخ کرکے مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ بہاول پور تشریف لائے۔

آقا ﷺ کا جانبدار:

بہاول پور پہنچنے پر آپ نے فرمایا:

"جب یہاں سے بلاوا آیا تو میں ڈابھیل کے لئے پابہ رکاب تھا، مگر میں یہ سوچ کر یہاں چلا آیا کہ ہمارا نامۂ اعمال تو سیاہ ہے ہی، شاید یہی بات مغفرت کا سبب بن جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانبدار بن کر بہاول پور آیا تھا اور عشق رسالت کا جام پی کر فرمایا: اگر ہم ختم نبوت کا کام نہ کریں تو گلی کا کتا بھی ہم سے اچھا ہے۔"

جلال وجمال کا پرتو:

ان دنوں مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ پر اللہ رب العزت کے جلال اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کا خاص اثر تھا، وہ جلال وجمال کا حسین امتزاج تھے۔ جمال میں آکر قرآن وسنت کے دلائل دیتے تو عدالت کے درودیوار جھوم اٹھتے اور جلال میں آکر مرزائیت کو

للکارتے تو کفر کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہو جاتا، مولانا ابو الوفا شاہ جہان پوریؒ نے اس مقدمے میں مختار مدعیہ کے طور پر کام کیا۔

ایک دن عدالت میں مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ نے جلال الدین شمس مرزائی کو للکار کر فرمایا:

"اگر چاہو تو میں عدالت میں یہیں کھڑے ہو کر دکھا سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی جہنم میں جل رہا ہے۔"

مرزائی کانپ اٹھے، مسلمانوں کے چہروں پر بشاشت چھا گئی اور اہلِ دل نے گواہی دی کہ عدالت میں سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ نہیں بلکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وکیل اور نمائندہ بول رہا ہے۔

لاجواب عاشقانہ فیصلہ:

عزیزانِ من! علمائے کرام کے بیانات مکمل ہوئے، نواب صاحب مرحوم پر گورنمنٹ برطانیہ کا دباؤ بڑھا، اس سلسلے میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری مرحوم نے شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ خضر حیات ٹوانہ کے والد نواب سر عمر حیات ٹوانہ لندن گئے تھے، نواب آف بہاولپور مرحوم بھی گرمیاں اکثر لندن میں گزارا کرتے تھے، نواب مرحوم سر عمر حیات ٹوانہ سے لندن میں ملے اور مشورہ طلب کیا کہ انگریز گورنمنٹ کا مجھ پر دباؤ ہے کہ ریاست بہاولپور سے اس مقدمے کو ختم کرادیں تو اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟

سر عمر حیات ٹوانہ نے کہا: ہم انگریز کے وفادار ضرور ہیں، مگر اپنا دین، ایمان اور عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ان سے سودا نہیں کیا، آپ ڈٹ جائیں اور ان سے کہیں کہ عدالت جو چاہے فیصلہ کرے، میں حق وانصاف کے سلسلے میں اس پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہتا۔ چنانچہ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے یہ واقعہ بیان کر کے ارشاد فرمایا: "انشاء اللہ ان دونوں کی نجات کے لئے اتنی بات کافی ہے۔"

جناب محمد اکبر خان جج مرحوم کو ترغیب و تحریص کے دام تزویر میں پھنسانے کی مرزائیوں نے بہت کوشش کی، لیکن ان کی تمام تدابیر غلط ثابت ہوئیں۔

اللہ رب العزت کی قدرت کے قربان جائیں، کفر ہار گیا، اسلام جیت گیا۔ اس تاریخ ساز فیصلے نے چاردانگ عالم میں تہلکہ مچادیا، مرزائیوں کی ساکھ روز بروز گرنے لگی، ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی۔

حضرت کشمیریؒ کی وصیت:

مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ اس فیصلے کے لئے اتنے بے تاب تھے کہ بیانات کی تکمیل کے بعد جب بہاولپور سے جانے لگے تو مولانا محمد صادق مرحوم سے فرمایا کہ: اگر زندہ رہا تو فیصلہ خود سن لوں گا اور اگر فوت ہو جاؤں تو میری قبر پر آ کر یہ فیصلہ سنا دیا جائے۔ چنانچہ مولانا محمد صادقؒ نے آپ کی وصیت کو پورا کیا، آپ نے اپنے آخری ایام علالت میں دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ، طلبا اور دیگر بہت سے علماء کے مجمع میں تقریر فرمائی تھی، جس میں نہایت دردمندی و دل سوزی سے فرمایا تھا:

"وہ تمام حضرات جن کو مجھ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ تلمذ کا تعلق ہے اور جن پر میرا حق ہے، میں ان کو خصوصی وصیت اور تاکید کرتا ہوں کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت و پاسبانی اور فتنہ قادیانیت کے قلع وقمع کو اپنا خصوصی وظیفہ بنائیں، جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت فرمائیں گے ان کو لازم ہے کہ ختم نبوت کی پاسبانی کا کام کریں۔"

قادیان میں پہلی احرار کانفرنس:

"پہلی احرار کانفرنس ۲۱ تا ۲۳/ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی زیر صدارت قادیان میں منعقد ہوئی، تقریباً دو لاکھ افراد شریک ہوئے، شاہ جی نے رات دس بجے تقریر کا آغاز کیا اور صبح کی اذان تک تقریر جاری رکھی۔ اس تقریر سے قادیانی امت کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی...."

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء:

ہندوستان تقسیم ہوا، مملکت خداداد پاکستان معرض وجود میں آیا، بدنصیبی سے اسلامی مملکت پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی کو بنایا گیا، اس نے مرزائیت کے جنازے کو اپنی وزارت کے کندھوں پر سوار کر کے اندرون و بیرون ملک متعارف کرانے کی کوشش تیز سے تیز تر کر دی۔ ان حالات میں حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، امیر کاروانِ احرار کی رگ حمیت اور حسینی خون نے جوش مارا، پوری امت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔

مولانا ابوالحسنات سے ملاقات:

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، شیر اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا پیغام لے کر ملک عزیز کی نامور دینی شخصیت اور ممتاز عالم دین مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ کے دروازے پر گئے اور اس تحریک کی قیادت کا فریضہ انہوں نے ادا کیا۔

دیگر علماء کرام نے عوام الناس کو اس کام پر لگانے کی دن رات انتھک محنت وکوشش کی غرضیکہ کراچی سے لے کرڈھاکہ تک کے تمام مسلمانوں نے اپنی مشترکہ آئینی جدوجہد کا آغاز کیا۔

برصغیر کی عظیم تحریک:

بلاشبہ یہ برصغیر کی عظیم ترین تحریک تھی، جس میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، ایک لاکھ مسلمانوں نے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ دس لاکھ مسلمان اس تحریک سے متاثر ہوئے، ہرچند کہ اس تحریک کو مرزائی اور مرزائی نواز اوباشوں نے ظلم وستم کی سختی سے دبانے کی کوشش کی مگر مسلمانوں نے اپنے جذبہ ایمانی سے ختم نبوت کے اس معرکے کو اس طرح سر کیا کہ مرزائیت کا کفر کھل کر سامنے آ گیا۔۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے گرامی قدر رفقاء مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ، مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور سائیں محمد حیات کا یہ عظیم کارنامہ تھا کہ انہوں نے سیاست سے کنارہ کش ہوکر خالصتاً دینی و مذہبی بنیاد پر ’’مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان‘‘ کی بنیاد رکھی جو الحمدللہ! آج ’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کے نام سے کام کررہی ہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء:

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں چند سیٹوں پر مرزائی منتخب ہوگئے، اقتدار کے نشے اور ایک سیاسی جماعت سے وابستگی نے دیوانہ کردیا، وہ حالات کو اپنے لئے سازگار پا کر انقلاب کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کی اسکیمیں بنانے لگے، قادیانی جرنیلوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ چنانچہ ۲۲؍مئی ۱۹۷۴ء کو ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلبا نے سیاحتی سفر کے لئے چناب ایکسپریس کے ذریعہ نادرن ایریا کی طرف رخت سفر باندھا۔ گاڑی ملتان سے روانہ ہوکر چناب نگر اسٹیشن پر پہنچی، یہ وہ دور تھا جب قادیانی گماشتے اسٹیشن پر رکنے والی ہر ٹرین میں اپنا ارتدادی لٹریچر تقسیم کرتے، قادیانیت زندہ باد کے نعرے لگاتے، قادیانیوں نے ٹرین رکتے ہی اپنے سبق کو دہرانے کی کوشش کی، مگر یہ مسلمان طلباء فتنۂ قادیانیت سے بخوبی واقف تھے۔ تحفظ ختم نبوت پر کامل ایمان رکھتے تھے، انہوں نے قادیانیت کی اس ارتدادی تبلیغ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ختم نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد کے نعرے لگائے۔ قادیانی بوکھلا گئے قریب تھا کہ لڑائی ہو جاتی گاڑی روانہ ہوئی۔ قادیانیوں کے شہر میں مرزا قادیانی مردہ باد کے نعرے، قادیانی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے، قادیانی ایوانوں میں زلزلہ آ گیا، ان طلبا پر سیکورٹی لگائی گئی، پروگرام معلوم کیا گیا، چنانچہ ایک ہفتہ کے بعد یعنی ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر چناب ایکسپریس کے ذریعے واپسی کا سفر کرنے والے طلبا پہنچے تو ان پر قاتلانہ حملہ کیا، انہیں خاک وخون میں نہلانے کی خطرناک سازش تیار کی گئی، یہاں تک کے تمام طلبا زخمی ہوئے اور بعض کی حالت تشویش ناک بھی ہوئی جس کے نتیجے میں تحریک چلی۔

مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ ان دنوں ’’مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان‘‘ کے امیر تھے، ان کی دعوت پر امت کے تمام طبقات جمع ہوئے، آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان تشکیل پائی۔ جس کے سربراہ حضرت شیخ بنوریؒ ہی قرار پائے۔ امت محمدیہ کی خوش نصیبی کہ اس وقت قومی اسمبلی میں تمام اپوزیشن متحد تھی، چنانچہ اپوزیشن پوری کی پوری مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان میں شریک ہوگئی۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعجاز ملاحظہ ہو کہ تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں نے متحد ہوکر ایک ہی نعرہ لگایا کہ مرزائیت کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

اس وقت قومی اسمبلی میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، شیر اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا عبدالحقؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہریؒ، مولانا صدر الشہیدؒ، مولانا عبدالحکیمؒ اور ان کے رفقاء نے ختم نبوت کی وکالت کی، متفقہ طور پر اپوزیشن کی طرف سے مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے مرزائیوں کے خلاف قرارداد پیش کی اور پیپلز پارٹی برسر اقتدار طبقہ (حکومت) کی طرف سے دوسری قرارداد عبدالحفیظ پیرزادہؒ نے پیش کی، جو ان دنوں وزیر قانون تھے، قومی اسمبلی جسے اس اہم مسئلہ پر ایک کمیٹی کی شکل دی گئی تھی، میں مرزائیت پر بحث شروع ہوگئی، پورے ملک میں مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، خواجہ خان محمدؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، نوابزادہ نصر اللہ خانؒ، آغا شورش کشمیریؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا عبدالقادر روپڑیؒ، مفتی زین العابدینؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا سائیں عبدالکریمؒ بیر شریف، مولانا سائیں محمد شاہؒ امروٹی، مولانا عبدالواحدؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، مولانا

صاحبزادہ فیض رسول حیدرؒ، مولانا صاحبزادہ افتخار الحسنؒ، غرضیکہ چاروں صوبوں کے تمام مکاتب فکر نے تحریک کے الاؤ کو ایندھن مہیا کیا، تحریک کامیاب ہوئی۔

اخبارات و رسائل نے تحریک کی آواز کو ملک گیر بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا، تمام سیاسی ومذہبی جماعتوں کا دباؤ بڑھتا گیا، ادھر قومی اسمبلی میں قادیانی اور لاہوری گروپوں کے سربراہوں نے اپنا اپنا موقف پیش کیا، ان کا جواب اور امت مسلمہ کا موقف مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور مولانا سیّد انور حسین نفیس ؒ رقم نے مرتب کیا۔

اسے قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے چوہدری ظہور الٰہیؒ کی تجویز اور دیگر تمام حضرات کی تائید پر قرعہ فال حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے نام نکلا، جس وقت انہوں نے یہ ’’قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف‘‘ پڑھا، قادیانیت کی حقیقت کھل کر اسمبلی کے ارکان کے سامنے آگئی۔ مرزائیت پر اوس پڑ گئی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء ایک نظر میں:

☆......۲۲/مئی کو طلباء کا چناب نگر اسٹیشن پر قادیانیوں سے بحث ومباحثہ۔

☆......۲۹/مئی کو قادیانیوں نے چناب نگر اسٹیشن پر طلباء پر قاتلانہ وسفاکانہ حملہ کیا۔

☆......۳۰/مئی کو لاہور اور دیگر شہروں میں ہڑتال ہوئی۔

☆......۳۱/مئی کو سانحہ چناب نگر کی تحقیقات کے لئے صمدانی ٹریبونل کا قیام عمل میں آیا۔

☆......۳/جون کو مجلس عمل کا پہلا اجلاس راولپنڈی میں منعقد ہوا۔

☆......۹/جون کو مجلس عمل کا کنویز لاہور میں حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری کو مقرر کیا گیا۔

☆......۱۳/جون کو وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں بجٹ کے بعد مسئلہ قومی اسمبلی کے سپرد کرنے کا اعلان کیا۔

☆......۱۴/جون کو ملک گیر ہڑتال ہوئی۔

☆......۱۶/جون کو مجلس عمل کا فیصل آباد میں اجلاس ہوا‘ جس میں حضرت بنوریؒ کو امیر اور مولانا محمود احمد رضوی کو سیکریٹری منتخب کیا گیا۔

☆......۳۰/جون کو قومی اسمبلی میں ایک متفقہ قرارداد پیش ہوئی‘ جس پر غور کے لئے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی میں تبدیل کردیا گیا۔

☆......۲۴/جولائی کو وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ جو قومی اسمبلی کا فیصلہ ہوگا‘ ہمیں منظور ہوگا۔

☆......۳/اگست کو صمدانی ٹریبونل نے تحقیقات مکمل کرلیں۔

☆......۵/اگست سے ۲۳/اگست تک وقفوں سے مکمل گیارہ روز قادیانی سربراہ مرزا ناصر پر قومی اسمبلی میں جرح کی گئی۔

☆......۲۰/اگست کو صمدانی ٹریبونل نے اپنی رپورٹ سانحہ چناب نگر سے متعلق وزیر اعلیٰ کو پیش کی۔

☆......۲۲/اگست کو رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کی گئی۔

☆......۲۴/اگست کو وزیر اعظم نے فیصلہ کے لئے ۷/ستمبر کی تاریخ مقرر کی۔

☆......۲۷‘۲۸/اگست کو لاہوری گروپ کے صدر الدین، مسعود بیگ اور عبدالمنان عمر پر قومی اسمبلی میں جرح ہوئی۔

☆......یکم ستمبر کو لاہور شاہی مسجد میں ملک گیر ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔

☆......۵‘۶/ستمبر کو اٹارنی جنرل نے قومی اسمبلی میں عمومی بحث کی اور مرزائیوں پر جرح کا خلاصہ پیش کیا۔

☆......۶/ستمبر آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی راولپنڈی میں ختم نبوت کانفرنس‘ وزیر اعظم سے ملاقات کا فیصلہ۔

یہ ۷/ستمبر کا عظیم الشان دن ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی فتح کا دن ہے، عاشقانِ رسول کی کھیتی کے پکنے کا دن ہے، وارثانِ نبوت کی محنت ثمر آور ہونے کا دن ہے، ۹۰ سالہ جدوجہد، کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار ہونے کا دن ہے۔

تقریباً ۹۰ دن کی شب و روز مسلسل محنت و کاوش کے بعد جناب ذوالفقار علی بھٹوؒ کے عہد اقتدار میں متفقہ طور پر ۷/ستمبر ۱۹۷۴ کو نیشنل اسمبلی آف پاکستان نے عبدالحفیظ پیرزادہؒ کی پیش کردہ قرارداد کو منظور کیا اور مرزا قادیانی کے ماننے والے ہر دو گروپ قادیانی اور لاہوری آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے اور آئین پاکستان میں درج ذیل ترمیم وجود میں آئی:

آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (۳) جو شخص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری

نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا احسان:

مولانا تاج محمودؒ فیصل آباد کے قبرستان میں موجود تھے، لوگ شہداء ختم نبوت کی قبروں کو تلاش کر کے ان پر پھولوں کی چادریں چڑھا رہے تھے۔ اس منظر کو دیکھ کر ان کو مولانا محمد علی جالندھریؒ کی ایک بات یاد آئی اور قبرستان کی دیوار پر کھڑے ہو کر قبرستان میں موجود اسلامیانِ فیصل آباد کو مخاطب کر کے کہا: ۱۹۵۳ء کی تحریک میں مسلمان نوجوانوں کو تحفظ ختم نبوت کی پاداش میں شہید کر دیا گیا تھا تو مولانا جالندھریؒ نے فرمایا تھا: ایک وقت آئے گا کہ لوگ ان شہدائے ختم نبوت کی قبر پر پھولوں کی چادریں چڑھائیں گے، آج یہ وقت اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ الحمدللہ! یہ وہی ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کا عظیم الشان دن تھا۔

آخری گزارش:

ختم نبوت سے وحدت امت کا راز وابستہ ہے، فتنہ انکار ختم نبوت وحدت ملی کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک استعماری سازش ہے، آج کے تمام طبقات و مکاتب فکر مل کر ہی باہمی اتحاد و اعتماد سے اس فتنہ کو مکمل ختم کر سکتے ہیں۔

اللہ رب العزت کا فضل و کرم ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے اکابر کی اس سنت کو زندہ رکھنے کی حکمت عملی کو اپنایا ہوا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کسی ایک فرقے کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ پوری امت کا مشترکہ مسئلہ ہے، اس میں کوشش وکاوش اور اجتماعی طور پر بڑھ چڑھ کر حصہ لینا تمام مسلمانوں کے لئے انتہائی ضروری ہے اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا باعث ہے۔

کروڑوں رحمتیں ہوں ان تمام مقدس شخصیات پر جن کی شب و روز کی اخلاص بھری محنت رنگ لائی، آج قادیانی پوری دنیا میں رسوا ہو رہے ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کا ایک کشف ہے کہ:

''ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا میں مرزائیت نام کی کوئی چیز تلاش کرنے کے باوجود نہیں ملے گی۔'' انشاء اللہ!

وہ وقت قریب آن پہنچا ہے کہ مرزائیت کا فتنہ دنیا سے نیست و نابود ہونے والا ہے۔ مسلمانانِ عالم ہمت کریں، آگے بڑھیں، منزل قریب تر ہے، رحمت حق انتظار کر رہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مژدہ جاں فزا ملنے والا ہے، اللہ رب العزت ہماری محنتوں کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرما کر اپنی رضا کا سبب بنائے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆

خانقاہی مجالس

جیسے جیسے زمانہ تیزی کے ساتھ قیامت کبریٰ کی طرف جا رہا ہے، فتنے بھی آئے روز اسی تیزی کے ساتھ ابھر رہے ہیں، امت مرحومہ کو ان فتنوں سے آگاہ رکھنے کے لئے اور ان فتنوں سے حفاظت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مستقل طور پر موجود ہیں، جن کو علمائے کرام اور اولیاء اللہ موقع بموقع بیان کرتے رہتے ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم لوگ ہجوم مشاغل سے وقت نکال کر ایسی مجالس میں پابندی سے شریک ہوں، جہاں تزکیہ نفس ہوتا ہو، فکرِ آخرت پیدا ہو اور قربِ قیامت کے فتنوں سے آگاہی ملتی ہو، جیسے ہم زندگی کے دوسرے کاموں کے لئے اپنی مصروف زندگی سے وقت نکال کر ان کاموں کو سرانجام دیتے ہیں، ایسے ہی اپنے روحانی تزکیہ کے لئے بھی ہمیں وقت نکال کر ایسے اللہ والوں کی مجالس میں جانے کی اشد ضرورت ہے، جہاں روحانی بیماریوں کے علاج کے لئے دوا کی جاتی ہے، جہاں قال اللہ تعالیٰ اور قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں لگا کر لوگوں کو ہر نئے آنے والے فتنوں سے ہوشیار کیا جاتا ہو۔ اسی جگہوں کو ''خانقاہیں'' کہا جاتا ہے، جہاں اللہ والے حضرات ہماری خیر خواہی کے لئے پورے اخلاص کے ساتھ وعظ و نصیحت کرتے ہیں، دنیا کے کام کبھی نہیں رکتے، وہ چلتے رہتے ہیں، اور مسلسل چلتے رہیں گے، جب یہ سب کچھ اہتمام سے ہو رہا ہے تو ہمارا رُخ ''خانقاہوں'' کی طرف بھی ہونا چاہئے، جب انسان بیمار ہوتا ہے تو اچھے سے اچھے ڈاکٹر کو تلاش کرتا ہے تاکہ صحیح تشخیص اور علاج ہو سکے، ایسے ہی ہمیں اپنے روحانی علاج کے لئے بھی فکر مند ہونے کی ضرورت ہے، اور ان ''خانقاہوں'' میں بیٹھے اللہ والوں سے تعلق قائم کرنے کی ضرورت ہے جو ہمیں اس پُرفتن دور میں صحیح سمت میں لے جائیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے اور آپ کو توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ وما توفیقی الا باللّٰہ!

خالد محمود، سابق یونیٹل کندن

سالانہ پانچ روزہ

تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس، کراچی

تیسری قسط

ضبط وترتیب: مولانا محمد قاسم

تیسرا روز، ۲۷ر جولائی بروز پیر: آج کورس کا آغاز حسب سابق تلاوت قرآن کریم اور شرکاء کی حاضری کے بعد ٹھیک ساڑھے سات بجے راقم الحروف کی گفتگو سے ہوا۔ موضوع سخن تھا: ''ذکری فرقہ، فتنۂ گوہر شاہی اور عقیدۂ ظہور حضرت امام مہدی علیہ الرضوان'' جس کے تحت راقم کی گزارشات کا خلاصہ یہ تھا کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنے آخری نبی ہونے کا اعلان فرمایا، حضرت سیّدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی اطلاع دی اور اپنے بعد نبوت کے دعویدار کو دجال قرار دیا ہے، وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے قبل ایک امام عادل کے ظہور کی پیشگوئی بھی فرمائی ہے۔ جنہیں ''سیّدنا حضرت امام مہدی علیہ الرضوان'' کے تعارف سے پہچانا جاتا ہے۔ کتب احادیث میں ان کی آمد سے متعلق روایات حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں، جن میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے متعلق علامات واخبار تفصیل سے ارشاد فرمائی ہیں۔ اس لئے حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کا انکار کرنا گمراہی ہے اور تاریخ اسلام میں خوارج، منکرین حدیث اور عقلی احتمالات کو حدیث پر مقدم رکھنے والے طبقہ نے ان کا انکار کیا ہے۔

دوسری انتہا یہ ہے کہ بعضوں نے خود کے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، حالانکہ حضرت امام مہدی کے بارہ میں احادیث میں وارد ہے کہ وہ خود کو چھپائیں گے اور کبھی بھی اپنی مہدویت کا دعویٰ نہیں کریں گے، چنانچہ کسی کا مہدی ہونے کا دعویٰ کرنا بجائے خود اسے جھٹلانے کے لئے کافی ہے۔ انہی جھوٹوں میں ایک ذکری فرقہ کا بانی ملا محمد اٹکی تھا، جس کا اثر ورسوخ زیادہ تر بلوچ قوم میں رہا اور یہ فتنہ ہمارے علماء کی کاوشوں سے زیادہ پنپ نہیں سکا۔ اور دوسرا زمانہ قریب میں ریاض احمد گوہر شاہی تھا، جس کی ایک تنظیم ''انجمن سرفروشانِ اسلام'' کے نام سے آج بھی اندرون سندھ کے بعض علاقوں میں سرگرم ہے، لیکن یہ فتنہ بھی ہمارے علماء کی قربانیوں اور محنتوں سے اب بہت محدود ہوچکا ہے۔ چنانچہ راقم نے ان دونوں گمراہ فرقوں کی ابتدا، پھر ان کے ارتقاء کے مختلف مراحل اور ان کے خلاف ملت اسلامیہ کی جدوجہد پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ بھی واضح کیا کہ ذکریوں اور گوہر شاہیوں کے عقائد کفر کی حد کو چھو چکے ہیں اور تمام مکاتب فکر نے بالاتفاق انہیں زندیق قرار دیا ہے۔

دوسرا سبق: ''گستاخ رسول کی شرعی سزا، شریعت مطہرہ اور آئین پاکستان کی روشنی میں'' کے عنوان پر درس دینے ہمارے مہمان مدرس مفتی محمد سلمان یٰسین صاحب مدظلہ (استاذ جامعہ معہد الخلیل الاسلامی) تشریف لائے اور صبح نو تا ۱۰ بجے تک اپنے موضوع پر کامل دسترس کے ساتھ مفصل و مدلل درس ارشاد فرمایا۔ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر اب تک امت مسلمہ کی تاریخ یہی رہی ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے کو کبھی کسی قیمت

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

پر برداشت نہیں کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جھگڑے میں یہودی و منافق کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے یہودی کو حق بجانب قرار دیا تو منافق حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس یہ مقدمہ لے گیا کہ آپ فیصلہ کریں۔ حضرت عمرؓ کو جب صورت حال معلوم ہوئی تو اس منافق کی گردن تلوار سے اڑا دی کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر راضی نہ ہو تو اس کا فیصلہ تلوار سے کیا جائے گا۔

بعض لوگ یہ شبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں، تو آپ کے لئے کسی کو قتل کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اس کا جواب یہ سمجھ لینا چاہئے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر کعب بن اشرف یہودی کو گستاخی کرنے پر قتل کیا گیا اور ابورافع، ابن خطل، ایک یہودیہ کو بھی اسی جرم میں قتل کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل اللہ کے حکم پر تھا ورنہ آپ اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیتے تھے۔ امت مسلمہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ایمانیات کا حصہ ہے، اس لئے گستاخ رسول کو قتل کرنا ہی رحمۃ للعالمینی کا تقاضا ہے۔

قرآن کریم، احادیث نبویہ اور اجماع امت کے بعد عقل بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جب ایک عام مسلمان کے کردار پر حملہ آور کو شریعت معاف نہیں کرتی تو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و ناموس کے گستاخ کو کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے؟

علاوہ ازیں پاکستان کے آئین کی شق ۲۹۵-سی میں توہین رسالت کی سزا موجود ہے۔ اسی طرح آئین پاکستان میں اصحاب رسول، خلفائے راشدین، ازواج مطہرات، اہل بیت اطہار کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کی سزا بھی درج ہے لیکن فرق کے ساتھ اور وہ فرق خود حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے: ”من سبنی فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاجلدوہ“ (جو مجھے (اللہ کے نبی کو) گالی دے، اس کو قتل کرو اور جو میرے اصحاب کو برا کہے اسے کوڑے لگاؤ) یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کے گستاخ کی سزا موت ہے اور گستاخ صحابہ و اہل بیت کی سزا کوڑے مارنا ہے۔ دفعات ۲۹۸ اے، بی، سی، ایف مجموعہ تعزیرات پاکستان میں تفاصیل درج ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہمیشہ اسی آئین پر عمل پیرا ہو کر گستاخانِ رسالت کو سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے اور قانون ہاتھ میں لینے کی مخالفت کی ہے۔ پنجاب کے ایک علاقہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی شان میں گستاخی کرنے والے دو مجرموں کو بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے گرفتار کرا کے سزائیں دلوائی ہیں۔

تیسرا سبق: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر، حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ کے خلیفہ مجاز، حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ دامت برکاتہم کا موضوع سخن ”قادیانی ملت اسلامیہ سے الگ ہیں“ تھا۔ آپ نے ۱۰ تا ۱۱ بجے اس عنوان پر تفصیلی درس ارشاد فرمایا، جس میں آپ کی معروضات کا خلاصہ یہ تھا کہ تقسیم ہند کے وقت ضلع گورداسپور مسلم اکثریتی علاقہ ہونے کی وجہ سے پاکستان میں شامل ہونے کا حق رکھتا تھا، لیکن قادیانیوں نے باؤنڈری کمیشن میں پیش ہو کر درخواست دی کہ انہیں مسلمانوں میں شمار نہ کیا جائے۔ چنانچہ ضلع گورداسپور میں مسلمان ۴۹ فیصد اور غیر مسلم (جن میں قادیانی خود درخواست دے کر ہندوؤں اور سکھوں وغیرہ کی فہرست میں شامل ہو چکے تھے) ۵۱ فیصد نکلے، یوں یہ علاقہ ہندوستان میں چلا گیا اور انڈیا کو اس راستہ کے ذریعہ کشمیر پر قابض ہونے کا موقع مل گیا، ضلع گورداسپور کے علاوہ انڈیا کے پاس کشمیر میں داخل ہونے کا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ قادیانیوں کی اس حرکت سے ایک طرف تو ان کی مسلم دشمنی اور پاکستان مخالفت جھلکتی ہے اور آج تک کشمیر کا مسئلہ گھمبیر بنا ہوا ہے تو دوسری طرف قادیانی خود کو مسلمانوں سے الگ غیر مسلموں میں شمار کر چکے ہیں، پھر اب انہیں غیر مسلم کہلانے پر کیا اعتراض ہے؟ حضرت دامت

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار، میٹھادر کراچی
فون:32545573

برکاتہم نے اپنی گفتگو میں قادیانیت کی ابتدا، اس کے مختلف ادوار اور ردِ قادیانیت کے میدان میں علماء کرام کی جدوجہد پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی اور مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کے حوالہ جات سے اس کا کفر اور ملت اسلامیہ سے قادیانیوں کا الگ ہونا بیان کیا۔

آپ نے نوجوانوں کو بطور خاص مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ عموماً قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے بلند معیار زندگی، آرام و آسائش اور اسٹیٹس کا لالچ دیتے ہیں اور چونکہ ہمارے معاشرہ نے اپنی نسل کی تربیت میں یہ عناصر پیوست کردیے ہیں تو سادہ مسلمان ان چیزوں کے لالچ میں ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔(العیاذ باللہ)

یہ یاد رکھیں کہ یہ تمام چیزیں محض اسباب کا درجہ رکھتی ہیں اور ان سے کبھی سکون حاصل نہیں ہوتا بلکہ سکون تو دل کا اطمینان ہے اور یہ اطمینان تب نصیب ہوگا جب آپ اپنی فکرات کو کم اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط رکھیں اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے شکر گزار رہیں۔ قادیانی پروپیگنڈے اور دجل سے ہوشیار رہیں تاکہ ایمان کی سلامتی حاصل رہے۔

چوتھا سبق: ۱۱ تا ۱۲ بجے جامعہ اشرف المدارس (گلستانِ جوہر) کے ناظم تعلیمات و استاذ حضرت مولانا سید حسین احمد مدظلہ نے ’’قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے‘‘ کے عنوان پر اپنے لیکچر میں کہا کہ ۱۹۷۴ء میں آئین پاکستان کے اندر ترمیم کرکے قادیانی غیر مسلم قرار پائے، پھر ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے تحت اسی ترمیم کے موافق قانون سازی کی گئی اور قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔ قادیانی سربراہ آنجہانی مرزا طاہر احمد خود تو اپنے آقاؤں کی گود میں لندن جا بیٹھا اور پاکستان میں قادیانیوں نے اس قانون کے خلاف عدالتوں میں اپیل دائر کردی۔ وفاقی شرعی عدالت سے لے کر سپریم کورٹ تک قادیانی دوڑے گئے، تمام عدالتوں نے انہیں سنا، انہیں اپنی وکالت کرنے کا بھرپور موقع ملا، بالآخر عدالتوں کے معزز جج نے تمام تر کارروائی نمٹاتے ہوئے ان کی درخواستیں خارج کردیں اور قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی آئینی شق کو برقرار رکھا۔ حد تو یہ ہے کہ جنوبی افریقا کے شہر کیپ ٹاؤن کی عدالت میں قادیانیوں نے جب مقدمہ کیا اور مسلمانوں کے قبرستان میں اپنے مردے دفنانے کی اجازت مانگی تو اس مقدمہ کے لئے پاکستان سے قانونی ماہرین اور علماء کرام کا وفد گیا، یہودی جج نے مقدمہ سنا اور بالآخر یہاں سے بھی قادیانی درخواست مسترد ہوئی اور غیر مسلم عدالت نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں، لہٰذا یہ اپنا مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں نہیں دفنا سکتے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان مقدمات میں ملت اسلامیہ کی بھرپور معاونت کی، اپنے علماء کرام اور مبلغین کو حوالہ جات کی فراہمی کے لئے وقف کردیا اور اسلام کی اس جیت اور قادیانیت کی شکست فاش میں ہمیشہ کی طرح، یہاں عدالتی لڑائی میں بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قائدانہ کردار ادا کیا۔

مولانا محترم نے ان تمام مقدمات کی مکمل تفصیلات سے شرکائے اجتماع کو آگاہ کیا، نیز مقدمہ بہاولپور، مقدمہ جیمس آباد وغیرہ پر بھی مختصر روشنی ڈالی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ آئین پاکستان اور عدالتی فیصلوں کے باوجود قادیانی کھلم کھلا ان کی خلاف ورزی پر مصر ہے اور مرزا طاہر باقاعدہ اپنے عوام کو اس کے لئے اکساتا تھا، چنانچہ بلوچستان اور ملک کے دیگر حصوں میں قادیانیوں نے اپنے سینوں پر کلمہ طیبہ کے بیجز لگائے اور خود کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کی، اپنے کفریہ مذہب کا صد سالہ جشن منانا چاہا اور اس کے لئے بڑی تگ و دو بھی کی لیکن مسلمان ان تمام اقدامات کے خلاف قانون ہاتھ میں لینے کی بجائے عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹاتے رہے اور پُرامن قانونی جدوجہد کے خواہاں رہے، جس کے نتائج بحمداللہ! مسلمانوں کے حق میں آئے اور قادیانی تمام مقدمات میں ذلیل و رسوا ہو کر تماشائے عالم بنے، شعائر اسلام کے استعمال پر انہیں سزا ہوئی، اور ان کے صد سالہ جشن پر بھی پابندی عائد کی گئی۔ (جاری ہے)

ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

تحریک آزادی کے مجاہد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

مولانا محمد قاسم، کراچی

سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ نے فرمایا: ’’ختم نبوت کی حفاظت میرا جزوِ ایمان ہے۔ جو شخص بھی اس ردا کو چوری کرے گا ... جی نہیں! چوری کا حوصلہ کرے گا، میں اس کے گریبان کی دھجیاں پھاڑ دوں گا۔ میاں صلی اللہ علیہ وسلم (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہ جی ’’میاں‘‘ کہا کرتے تھے) کے سوا میں کسی کا نہیں۔ نہ اپنا نہ پرایا۔ میں انہی کا ہوں، وہی میرے ہیں۔ جن کے حسن و جمال کو خود رب کعبہ نے قسمیں کھا کھا کے آراستہ کیا ہو، ان کے حسن و جمال پر نہ مرمٹوں تو لعنت ہے مجھ پر اور لعنت ہے ان پر جو ان کا نام تو لیتے ہیں لیکن سارقوں کی خیرہ چشمی کا تماشا دیکھتے ہیں۔‘‘

یہ محض الفاظ نہیں بلکہ سچے ایمانی جذبات بطلِ حریت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہیں جنہیں آج ’’امیر شریعت‘‘ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپ مجلس احرار اسلام کے روحِ رواں، تحریکِ آزادی میں صف اول کے سالار، کشمیر کی آزادی کے مجاہد اور فتنہ قادیانیت کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی و امیر اول تھے۔ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ یکم ربیع الاول ۱۳۱۰ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۸۹۲ء بروز جمعۃ المبارک سحر کے وقت پٹنہ اپنے ننھیالی علاقہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کے اجداد بخارا سے کشمیر پھر کشمیر سے پنجاب وارد ہوئے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ، مفتی محمد حسن امرتسریؒ ایسے جبالِ علم سے شرفِ تلمذ حاصل کرنے کے بعد آپ ایک مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ آپ کو مردِ آزاد، خوددار اور حمیتِ دین کا مجسمہ بنایا تھا، اس کے ساتھ ساتھ آپ کو مردانہ وجاہت و خوش الحانی کی نعمتوں سے بھی نوازا تھا، چنانچہ آپ نے اپنی یہ صلاحیتیں قرآن کریم کی تلاوت، رسوم و بدعات کے مٹانے اور اشاعتِ اسلام کے لئے وقف کیں، اور ہندوستان پر قابض انگریز کو نکالنے کے لئے بروئے کار لائے۔ خصوصاً خطابت کے میدان میں مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا احمد سعید دہلویؒ ایسے خطیبوں کی موجودگی میں آپ نے اپنا بھرپور لوہا منوایا۔

۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء کو لاہور میں مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی گئی تو آپ اس کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ مجلس احرار اسلام کو ہندوستان کی انگریز سے آزادی، ہندوستان کی سیاست میں مسلمانوں کی نمائندگی اور مسلمانوں کی مذہبی، تعلیمی، اقتصادی اور معاشرتی ترقی کے لئے قائم کیا گیا، نیز بعد میں یہ جماعت کشمیر کی سکھوں سے آزادی اور فتنہ قادیانیت کے خلاف بھی مورچہ زن رہی اور پھر ان محاذوں پر خصوصیت کے ساتھ اہل اسلام کی نمائندگی مجلس احرار اسلام نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں کی۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سب سے پہلے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے، ان کی وفات کے بعد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے۔ آپ نے مولانا ابوالکلام آزادؒ کے ہاتھ پر بیعتِ جہاد کی، نیز تحفظ ختم نبوت کے لئے علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے آپ کو امیر شریعت کا لقب دے کر اس محاذ کا امیر مقرر کیا اور سب سے پہلی بیعت خود انہوں نے شاہ جی کے ہاتھ پر کی تو شاہ جی نے روتے ہوئے فرمایا کہ یہ بیعت آپ نے میرے ہاتھ پر نہیں کی ہے بلکہ درحقیقت مجھے اپنی بیعت کے لئے قبول فرمالیا ہے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی زندگی مسلسل جدوجہد، امت کے درد و تڑپ اور فکر سے عبارت رہی۔ خصوصاً خطابت کے ذریعہ آپ نے مسلمانانِ ہند میں ایک نئی روح پھونک دی، چنانچہ ایک موقع پر فرمایا: ’’میں نے چالیس برس

لوگوں کو قرآن سنایا۔ پہاڑوں کو سناتا تو عجب نہ تھا کہ ان کی سنگینی کے دل چھوٹ جاتے، غاروں سے ہم کلام ہوتا تو وہ جھوم اٹھتے، چٹانوں کو جھنجھوڑتا تو چلنے لگتیں، سمندروں سے مخاطب ہوتا تو ہمیشہ کے لئے طوفان بلند ہو جاتے، درختوں کو پکارتا تو وہ دوڑنے لگتے، کنکریوں سے کہتا تو وہ لبیک کہہ اٹھتیں، صرصر سے گویا ہوتا تو وہ صبا ہو جاتی، دھرتی کو سناتا تو اس کے سینہ میں بڑے بڑے شگاف پڑ جاتے، جنگل لہرانے لگتے، صحرا سرسبز ہو جاتے۔ لیکن میں نے ان لوگوں کو خطاب کیا جن کی زمینیں بنجر ہو چکی ہیں، جن کے ہاں دل و دماغ کا قحط ہے، جن کے ضمیر عاجز آ چکے ہیں، جو برف کی طرح ٹھنڈے ہیں، جن کی پستیاں انتہائی خطرناک ہیں، جن میں ٹھہرنا المناک اور جن سے گزر جانا طرب ناک ہے، جن کے سب سے بڑے معبود کا نام طاقت ہے۔'' آپ کی خطابت کے جوہر کو سن کر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا تھا: ''ان کی باتیں عطاء اللّٰہی ہوتی ہیں۔'' مولانا محمد علی جوہرؒ کے بقول: ''شاہ جی مقرر نہیں، ساحر ہیں۔'' مولانا شوکت علیؒ کہتے ہیں: ''وہ بولتے نہیں، موتی رولتے ہیں۔''

قیام پاکستان کے بعد آپ نے ملتان ہی میں سکونت اختیار کئے رکھی اور خود کو وطن عزیز کی خدمت اور اس کی جغرافیائی و نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کے لئے وقف کر دیا۔ مجلس احرار اسلام کے رکن رکین، صحافی و مصنف اور آپ کی سوانح ''حیاتِ امیر شریعت'' کے مؤلف جانباز مرزا مرحوم ''کاروانِ احرار، ج:۵، ص:۱۳'' پر لکھتے ہیں: ''جنوری ۱۹۴۹ء میں مجلس احرار کا سیاسی نظام ختم کر دیا گیا اور اس کی جگہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے تبلیغی کام کرنے کا فیصلہ ہوا، اس کے صدر سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے۔'' ابھی اس نوزائیدہ تنظیم کی بنیادیں ہی رکھی جا رہی تھیں کہ ملک میں قادیانیت کا فتنہ اپنے پر پھیلانے لگا، جس کے نتیجہ میں ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی پہلی تحریک چلی، اس تحریک میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے کل جماعتی مجلس عمل کے پلیٹ فارم پر تمام مکاتب فکر کے مسلمانوں کو مرزائیت کے مقابلہ پر کھڑا کر دیا، مولانا سید ابوالحسنات علی قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کو تحریک کا سربراہ بنایا، اہلحدیث عالم دین مولانا حامد بدایونی، شیعہ رہنما مظفر علی شمسی آپ کے رفقائے کار تھے، جیل ہوئی تو وہاں تمام قائدین اکٹھے رہے۔ جیل سے رہائی کے بعد آپ نے ۱۹۵۴ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی تنظیم کو مضبوط کیا، اور رد قادیانیت کے محاذ پر اس تنظیم کو ایسا تیار کر دیا کہ بعد میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں اسلامیانِ پاکستان کو کامیابی ملی اور قادیانی غیر مسلم قرار پائے، پھر ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کا اجراء ہوا، جس کے بعد سے آج تک مرزائیت کے تعاقب اور مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ کے لئے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میدان عمل میں مصروف عمل ہے، یہ سب آپ ہی کا صدقہ جاریہ ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس اول مسند نشین نے ۱۳ر ستمبر ۱۹۵۴ء کو اپنا پہلا اخباری بیان یہ جاری کیا: ''مسئلہ ختم نبوت جانِ اسلام اور روح قرآن ہے۔ اگر مسلمان عقیدہ ختم نبوت سے بال برابر بھی اِدھر اُدھر ہو جائیں گے تو پھر نہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن باقی رہتا ہے اور نہ ہی خدا تعالیٰ کا وہ تقدس اور توحید باقی رہتی ہے جس پر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام متفق ہیں۔ مرزائیت اس روح پر، اس جانِ قرآن اور جانِ اسلام پر مرتدانہ ضرب ہے۔ میں اس کے استیصال کو ہر مسلمان کے لئے فرض جانتا ہوں اور اپنی زندگی کی آخری بازی بھی لگا دوں گا۔ مرزائیت پاکستان کے جسم میں سیاسی ناسور ہے، اگر حکمرانوں نے اس کا آپریشن نہ کیا تو یہ ناسور سارے جسم کو خدانخواستہ تباہ کر دے گا۔''

بالآخر اپنے وقت کا سب سے بڑا خطیب اور تحریک آزادی کا مجاہد ۹ر ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ر اگست ۱۹۶۱ء بروز پیر بعد عصر خاموشی کی چادر اوڑھ کر جلال باقری قبرستان ملتان میں ابدی نیند سو گیا، لیکن آج تک بقول مولانا ظفر علی خانؒ:

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسول میں

آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے فرمایا: ''ان کا دل صرف اسلام کے لئے دھڑکتا ہے۔'' مصور پاکستان علامہ محمد اقبال نے کہا تھا: ''شاہ جی! اسلام کی چلتی پھرتی تصویر ہیں۔'' احمد ندیم قاسمی لکھتے ہیں: ''ان کے بے داغ اور بے لوث خلوص کی قسمیں صدیوں بعد کھائی جاتی رہیں گی۔

☆☆..........☆☆

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی تصدیق

قادیانیوں کے ساتھ اشتراکِ تجارت اور میل ملاپ حرام ہے

سوال:......کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مندرجہ ذیل مسئلے میں: قادیانی اپنی آمدن کا دسواں حصہ اپنی جماعت کے مرکزی فنڈ میں جمع کراتے ہیں جو مسلمانوں کے خلاف تبلیغ اور ارتدادی مہم پر خرچ ہوتا ہے، چونکہ قادیانی مرتد کافر اور دائرہ اسلام سے متفقہ طور پر خارج ہیں، تو کیا ایسے میں ان کے اشتراک سے مسلمانوں کا تجارت کرنا یا ان کی دکانوں سے خرید و فروخت کرنا یا ان سے کسی قسم کے تعلقات یارا ہ و رسم رکھنا از روئے اسلام جائز ہے؟

جواب:......صورت مسئلہ میں اس وقت چونکہ قادیانی کافر محارب اور زندیق ہیں اور اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت نہیں سمجھتے، عالم اسلام کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ تجارت کرنا خرید و فروخت کرنا ناجائز و حرام ہے، کیونکہ قادیانی اپنی آمدن کا دسواں حصہ لوگوں کو قادیانی بنانے میں خرچ کرتے ہیں، گویا اس صورت میں مسلمان بھی سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد بنانے میں ان کی مدد کر رہے ہیں، لہٰذا کسی بھی حیثیت سے ان کے ساتھ معاملات ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح شادی غمی، کھانے پینے میں ان کو شریک کرنا، عام مسلمانوں کا اختلاط، ان کی باتیں سننا، جلسوں میں ان کو شریک کرنا، ملازم رکھنا، ان کے ہاں ملازمت کرنا یہ سب کچھ حرام بلکہ دینی حمیت کے خلاف ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج۲، ص۱۱۵، قادیانی فتنہ، جدید ایڈیشن)

چند مشہور قادیانی ادارے

(جن کا بائیکاٹ اسلامی عدل و انصاف کے عین مطابق ہے)

- ✗ شیزان (جوس، بوتل، اچار، کسٹرڈ، ریسٹورنٹ وغیرہ)
- ✗ پنجاب آئل ملز لمیٹڈ (ذائقہ، کنگ اور کینولیو بناسپتی گھی اینڈ کوکنگ آئل)
- ✗ یونیورسل اسٹیبلائزر ✗ مشموم کمپنی کی تمام مصنوعات
- ✗ شاہنواز فلور ملز، شاہنواز ٹیکسٹائل ملز، شاہ تاج شوگر ملز
- ✗ کیوریٹو اور وارسن (ہومیو پیتھک ادویات) ✗ قیصر ریسٹورنٹ (لائیٹ ہاؤس)
- ✗ رومی ٹریول (کینٹ اسٹیشن کراچی) ✗ راجہ سوپ
- ✗ الرحیم جیولرز (حیدری کراچی) ✗ بیٹا پائپ کمپنی

امتِ مسلمہ کا متفقہ فتویٰ ہے کہ قادیانیوں سے لین دین اور خرید و فروخت بالکل حرام ہے

برائے رابطہ:
021 32780337
021 32780340
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

7 ستمبر

یومِ تجدیدِ عہد

- قادیانیوں کے بارے میں فیصلہ پوری قوم کا فیصلہ ہے
  سابق وزیرِاعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو
- عقیدۂ ختمِ نبوت امتِ مسلمہ کی وحدت کا راز مضمر ہے
- ختمِ نبوت اسلام کی اساس ہے
- ختمِ نبوت قرآن کریم کی روح ہے
- ختمِ نبوت خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت و آبرو ہے

پاکستان نیشنل اسمبلی کا جرأت مندانہ فیصلہ

قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں

7 ستمبر 1974ء کا عظیم الشان دن ہمیں
خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ سے عشق و وفا کی یاد دلاتا ہے
جس دن مسلمانوں کی 90 سالہ محنت رنگ لائی
گلشن محمدی میں بہار آئی
قادیانیت کے ظلمت کدہ پر مزید خزاں چھائی

آیئے
آج پھر ہم اللہ رب العزت سے
عہد و پیمان کرتے ہیں کہ
آنحضرت ﷺ کی عزت و ناموس
اور عقیدۂ ختمِ نبوت کا تحفظ اور
وطن عزیز پاکستان کی حفاظت
میں کسی قسم کی قربانی سے
دریغ نہیں کریں گے

اللہ تعالیٰ اسلامیانِ وطن میں سے ہر اس مسلمان کی قبر کو نور سے منور فرمائے جس نے اس مشن میں اپنا کردار ادا کیا۔ آمین